عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۹ | ۷ تا ۱۳ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۶ تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۲۰

Email: webmaster@khatme-nubuwwat.org

عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری

انگریز اور قادیانیوں سے ٹکر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نئے آئین کا مطالبہ

قیمت: ۵ روپے

"مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے" کہنے والے کا شرعی حکم:

س:...... میں ایک تقریب میں گیا تھا، وہاں ایک لڑکی کے رشتہ کی بات باتیں ہو رہی تھیں۔ لڑکی کی والدہ نے فرمایا کہ: "یہ رشتہ مجھے منظور نہیں ہے، اس لئے کہ لڑکے کی داڑھی ہے۔" جب یہ کہا گیا کہ: لڑکا آفیسر گریڈ کا ہے، تعلیم یافتہ ہے اور داڑھی تو اور بھی اچھی چیز ہے، اس زمانہ میں راغب بہ اسلام ہے تو فرمایا کہ: "مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے"۔ آپ فرمائیں کہ داڑھی کی یہ تضحیک کہاں تک درست ہے کیا ایسا کہنے والا گناہگار نہیں ہوا اور اگر ہوا تو اس کا کفارہ کیا ہے اور گناہ کا درجہ کیا ہے؟

ج:...... داڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا، داڑھی منڈے کے لئے ہلاکت کی بددعا فرمائی اور اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں فرمایا، اس لئے داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے اور اس کا منڈانا اور ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں اس کا کاٹنا تمام ائمہ دین کے نزدیک حرام ہے۔

جو مسلمان یہ کہے کہ مجھے فلاں شرعی حکم سے نفرت ہے وہ مسلمان نہیں رہا، کافر مرتد بن جاتا ہے، جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل سے نفرت کرے وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے؟ یہ خاتون کسی داڑھی والے کو اپنی لڑکی دے یا نہ دے مگر اس پر اس کفر سے توبہ کرنا اور ایمان کی اور نکاح کی تجدید کرنا لازم ہے۔

داڑھی کا جھولا بنے ہوئے کارٹوں سے شعائر اسلامی کی توہین:

س:...... اس خط کے ساتھ بندہ ایک کارٹون کو پن بھیج رہا ہے جس میں دو آدمیوں کے پاؤں تک داڑھیاں بنائی گئی ہیں اور دوسری جگہ اس کا جھولا بنا کر ایک بچی اس پر جھول رہی ہے۔ یہ کارٹون عام کرنے کے لئے مشہور ٹافیوں کے کارخانے نے ٹافیوں میں لپیٹ دیا ہے، ایک عام مسلمان کے یہ دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شعائر اسلام کی یہ بے حرمتی اور بے عزتی اور پھر ایسے ملک میں جہاں اسلام، اسلام لکھتے تھکتے نہیں۔ بدقسمتی سے پاکستانی قانون میں جو گندگی کے ڈھیر یعنی انگریزی قانون کا بدلہ ہوا نام ہے کوئی آرڈی نینس موجود نہیں جو شعائر اسلام کو تحفظ دے سکے۔ ورنہ اس کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی، ہم افسوس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اور اپنا کام صرف لکھنے اور بولنے تک محدود رکھتے ہیں کہ یہ بھی ایمان کا دوسرا درجہ ہے۔

لہٰذا میرے یہ جذبات قارئین تک پہنچائیں اور اگر کر سکیں تو اس کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی کریں تاکہ پھر کوئی شعائر اسلام کا اس طرح مذاق نہ اڑائے؟

ج:...... یہ اسلامی شعائر کی صریح بے حرمتی ہے۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے ناہنجار شریروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا فرض ہے کہ ان کے خلاف انضباطی کارروائی کریں۔ شعائر اسلامی کی تضحیک کفر ہے اور ایک اسلامی ملک میں ایسے کفر کی کھلی چھٹی دینا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

اکابرین امت نے داڑھی منڈانے کو گناہ کبیرہ شمار کیا ہے:

س:...... اکابرین امت میں مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب نے اپنی اپنی کتابوں میں داڑھی منڈوانے کو گناہ کبیرہ کی فہرست میں شامل کیوں نہیں کیا؟

ج:...... حضرت تھانویؒ امداد الفتاویٰ (ص: ۲۲۳ ج-۴) میں لکھتے ہیں: "داڑھی رکھنا واجب اور قبضہ سے زائد کٹانا حرام ہے۔"

نوٹ: یہاں "قبضہ سے زائد کٹانے" سے مراد یہ ہے کہ جس کی داڑھی قبضہ سے زائد ہو اس کو قبضہ سے زائد حصہ کا کٹانا تو جائز ہے، اور اتنا کٹانا کہ جس کی وجہ سے داڑھی قبضہ سے کم رہ جائے، یہ حرام ہے۔

اور صفحہ ۲۲۱ پر لکھتے ہیں:

"ایک تو داڑھی کا منڈانا یا کٹانا معصیت ہے ہی، مگر اوپر سے اصرار کرنا اور مانعین سے معارضہ کرنا، یہ اس سے زیادہ سخت معصیت ہے۔"

اور صفحہ ۲۲۲ پر لکھتے ہیں:

"حدیث میں جن افعال کو تغییر خلق اللہ، موجب لعن فرمایا ہے، داڑھی منڈوانا، یا کٹانا بالمشاہدہ اس سے زیادہ تغییر کا اتباع شیطان ہونا اور اتباع شیطان کا موجب لعنت و موجب خسران و موجب وقوع فی الغرور، موجب جہنم ہونا منصوص ہے، اب مذمت شدیدہ میں کیا شک رہا ہے؟"

ان عبارتوں میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ داڑھی منڈانے اور کٹانے کو حرام، معصیت، موجب لعنت، موجب خسران اور موجب جہنم فرما رہے ہیں، کیا ان کے بعد بھی آپ کا یہ کہنا درست ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس گناہ کو کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا؟

مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ آیت کریمہ: "لا تبدیل لخلق اللہ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے، اور یہ اعمال فسق میں سے ہے، جیسے داڑھی منڈانا بدن گدوانا وغیرہ۔" (معارف القرآن صفحہ ۴۹ ج ۲)

مفتی صاحب کے بقول جب داڑھی منڈانا اعمال فسق میں سے ہے، اور داڑھی منڈانے والا فاسق ہے، تو کسی سے پوچھ لیجئے کہ جس گناہ سے آدمی فاسق ہو جائے وہ صغیرہ ہوتا ہے یا کبیرہ؟

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوت

۷ تا ۱۳ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۶ تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء

جلد: ۱۹ شمارہ: ۲۰

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆ ☆ ☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

نئے آئین کا مطالبہ	(اداریہ)	4
عقیدۂ ختم نبوت کی چوکیداری	(مولانا فضل الرحمن)	6
انگریز اور قادیانیوں سے ٹکر	(جناب شیخ حسام الدینؒ)	10
خطیب ختم نبوت امیر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	(جناب محمد طاہر رزاق)	11
ختم نبوت سورۂ کوثر کی روشنی میں	(حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ)	13
افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیقؓ	(حافظ امیہ صدیقہ)	16
شان سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم	(جناب عبدالرزاق جاگڑا)	18
صراط مستقیم قرآن کریم کی روشنی میں	(حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان)	22
اخبار ختم نبوت		24
تبصرہ کتب		26

زر تعاون بیرون ممالک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا [illegible] ڈالر
یورپ، افریقہ [illegible] ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک [illegible] ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ [illegible] روپے سالانہ: [illegible] روپے
ششماہی: [illegible] روپے

چیک و ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ [illegible]
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون [illegible] فیکس [illegible]
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہ حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوة

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نئے آئین کا مطالبہ

۱۹۷۳ء میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اور حزب اختلاف کی کوششوں سے بعض اسلامی دفعات کے ساتھ ۱۹۷۳ء کا آئین منظور ہوا، مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: "اگر ۱۹۷۳ء کے آئین پر صحیح طریقہ سے عمل کیا جائے تو ملک اسلام کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔" اس میں اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔ مسلمان کی تعریف متعین کی گئی، اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دے کر ۱۲ سال کے اندر اندر تمام غیر اسلامی قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی یقین دہانی کرائی گئی۔ ۱۹۷۴ء میں اس آئین کے تحت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ جنرل ضیاالحق مرحوم نے آٹھویں ترمیم کے ذریعہ اسلامی دفعات کو اس میں شامل کیا۔ قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ بنایا گیا۔ صدر اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان کی شرط اس آئین کے تحت رکھی گئی، آئین میں صوبوں کو اس انداز میں خود مختاری دی گئی کہ پاکستان ایک متفقہ مملکت کے طور پر قائم رہے۔ اس اعتبار سے اس آئین کی حفاظت کے لئے ابتداہی علماکرام، سیاستدان اور ملک کے تمام طبقے متفق رہے اور جب جنرل ضیاء الحق مرحوم نے مارشل لاء لگا کر آئین کو معطل کیا تو پوری قوم نے متفقہ طور پر مطالبہ کیا کہ: "۱۹۷۳ء" کے آئین کو بحال کیا جائے۔ جناب محمد نواز شریف نے ۱۹۷۳ء کے آئین میں ترمیم کرنے کی کوشش کی تو پوری قوم نے اس کو مسترد کر دیا۔ ۱۲/ اکتوبر کو جنرل مشرف نے آئین معطل کیا تو قوم نے اس کی بحالی کا مطالبہ کیا جس پر جنرل مشرف کو چند دیگر دفعات کے علاوہ اسلامی دفعات اور قادیانیت سے متعلق ترامیم کو عبوری آئین میں شامل کرنا پڑا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ کوئی ایسی دستاویز نہیں کہ جس میں تحریف و تبدیلی نہیں کی جاسکتی لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آئین سے قبل پاکستان میں کوئی آئین باقی نہیں رہا تھا اور اس سے قبل پاکستان بغیر آئین کے انتشار کا شکار تھا، اسی بنا پر مشرقی پاکستان، بنگلہ دیش کی شکل میں تبدیل ہوا۔ اگر آئین متفقہ طور پر ہوتا تو ملک دولخت ہونے کی نوبت نہ آتی اس بنا پر جو لوگ آئین کو ختم کر کے دوسرے آئین کا مطالبہ کر رہے ہیں ان کو کسی صورت میں پاکستان کا مخلص نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی ان کو اسلامی دفعات سے کوئی وابستگی ہے، ہم ایسے لوگوں کو یہی کہیں گے کہ اس قسم کے مطالبات سے ملک کی وحدت خطرہ میں پڑے گی، قادیانیت سے متعلق ترامیم پر زد پڑے گی اور اسلامی دفعات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اگر آئین میں کوئی ایسی کمی ہے جس کی وجہ سے کسی کے حقوق تلف ہو رہے ہیں تو اس کے لئے بہترین راستہ موجود ہے کہ وہ قومی اسمبلی یا عدلیہ کے ذریعہ اس آئین میں کوئی ترمیم کرائیں یا اس آئین پر عملدر آمد کا مطالبہ کریں۔ ہم ان سے امید کرتے ہیں کہ وہ آئین کو ختم کرنے کا مطالبہ کرنے کے بجائے آئین میں اصلاحات کی بات کر کے دینی حلقوں سے تصادم کا راستہ اختیار نہیں کریں گے۔ قادیانیت سے متعلق ترامیم اور اسلامی دفعات بہت بڑی قربانیوں سے اس آئین کا حصہ بنی ہیں۔ امید ہے کہ ہماری ان گزارشات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا۔

برطانیہ کے پاکستانی سفارت خانہ میں پاسپورٹ فارم میں تبدیلی

برطانیہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق پاکستانی سفارت خانہ کے پاسپورٹ فارم میں قادیانیت سے متعلق جو حلف نامہ داخل کیا جاتا ہے، اس کی شق نمبرے کی عبارت حذف کر دی گئی ہے جس میں تحریر تھا کہ: "میں مرزا غلام احمد قادیانی یا اس کے پیروکاروں کو مسلمان نہیں سمجھتا۔" اس شق کے ختم ہونے کی وجہ سے مسلمان مضطرب ہیں۔ اس سلسلے میں پاکستان کی وزارت داخلہ سے معلوم کیا گیا کہ انہوں نے اس سے انکار کر دیا، لیکن ہم نے ان کو دونوں فارموں کی نقل ارسال کی اور اس کے ساتھ مولانا فضل الرحمن، مولانا اعظم طارق، مولانا سمیع الحق، مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا منظور احمد الحسینی، عبدالرحمن باوا اور دیگر علماکرام نے احتجاج کیا۔ گورنر سندھ اور وزیر مذہبی امور مولانا ولی رازی سے

ملاقاتیں کر کے اس اقدام کو واپس لینے کی بات کی گئی لیکن تاحال اس فارم کو ختم کر کے سابقہ فارم بحال نہیں کیا گیا۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر سابقہ فارم کو بحال کرے اور جن لوگوں نے حکومت کی اطلاع کے بغیر اتنی بڑی سازش کی اور مذکورہ شق نکال دی ان کے خلاف کارروائی کی جائے اور آئندہ کے لئے ایسے اقدامات کئے جائیں کہ کوئی افسر یا محکمہ اس قسم کی حرکت کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور اگر حکومت نے یہ خود اقدام کیا ہے تو وہ فوری طور پر واپس لے بصورت دیگر حکومت کے اس اقدام کے خلاف سخت احتجاج کیا جائے گا۔

قادیانیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کی امریکہ کو شکایات

امریکی رپورٹ کے مطابق پاکستان کی اقلیتوں نے خاص کر قادیانیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں نے امریکہ حکومت کو شکایت کی ہے کہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جا رہا ہے وہ خوف و ہراس کی کیفیت میں رہتے ہیں، حالانکہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ اقلیتیں بنیادی حقوق کے نام پر مسلمان اکثریتی طبقے کو پریشان کرتی رہتی ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ کا قانون ہے امریکہ، برطانیہ کے قوانین میں سرکاری مذہب عیسائیت ہے، ہندوستان میں ہندوازم، ان مذاہب والوں کو خصوصی رعایت دی جاتی ہے جبکہ دیگر مذاہب کے ساتھ اقلیت جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ یہی صورت حال پاکستان کی ہے، یہاں سرکاری مذہب اسلام ہے جبکہ عیسائیوں، قادیانیوں اور ہندوؤں کو اقلیت کی حیثیت سے مکمل آزادی دی گئی ہے مندر بنے ہوئے ہیں، گرجا گھر میں اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہے، مگر یہ اقلیتیں چاہتی ہیں کہ ان مسلمانوں کو ختم کرنے کی اجازت دی جائے، ان کے مذہب کی جگہ مسلمان قادیانیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے مذہب پر عمل کریں۔ مسلمان اسلامی نظام کا مطالبہ کریں تو یہ ناراض، مسلمان کہیں کہ ہمارے لوگوں کو قادیانی مت بناؤ تو یہ ناراض یہ کونسا انصاف ہے؟ قادیانیوں اور عیسائیوں کی دیدہ دلیری دیکھئے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کچھ کریں اور اس کے خلاف مسلمان شکایت کریں تو کوئی تھانیدار شکایت لکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اس کے باوجود اقلیتوں کا شکایت کرنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا پاکستان میں اکثریت کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی بھی اجازت نہ ہو؟ کیا مسلمان قادیانیت، عیسائیت قبول کر لیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، اگر اقلیت کی حیثیت سے یہ لوگ رہنا چاہتے ہیں تو ہم ان کے حقوق کی پاسداری کے لئے تیار ہیں ورنہ یہ لوگ امریکہ اور برطانیہ چلے جائیں۔ امریکہ اور برطانیہ سے شکایت کرنے کا کیا فائدہ؟ تمام ممالک جانتے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کو سب سے زیادہ حقوق حاصل ہیں۔

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ختم نبوت کے سانحہ کے تفتیشی مراحل

ساڑھے تین ماہ کے طویل پرامن احتجاج کے بعد علماء کرام کے فیصلوں کی روشنی میں مختلف جماعتوں کے تحت قاتلوں کی گرفتاری کے لئے احتجاجی ریلی نکالنے کا فیصلہ ہوا اور اس سلسلہ میں پہلی ریلی ۸ / ستمبر کو نکالی گئی۔ اگرچہ اس ریلی کو روکنے کے لئے حکومت نے بہت زیادہ کوششیں کیں مگر تدبر کا ثبوت دیتے ہوئے تصادم نہیں کیا اور ریلی پرامن طور پر نکل گئی۔ بعد ازاں کمشنر کراچی نے پانچوں ڈی سی اور ایس ایس پی اور ایجنسیوں کے بعض افسران کے ہمراہ علماء کرام کے ساتھ ایک اجلاس کیا جس میں ایس ایس پی ساؤتھ عبدالمجید کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور اس ٹیم نے چابکدستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نامزد افراد میں سے دو افراد گرفتار کئے اور کہا کہ گرفتاری کی کوششیں جاری ہیں۔ اس کمیٹی کے دو اجلاس ہو چکے ہیں جس میں کچھ نہ کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ اگرچہ سازش کا مکمل سراغ نہیں ملا اور قاتلوں تک پہنچنے کے لئے مزید محنت اور کوششوں کی ضرورت ہے امید ہے کہ انتظامیہ اور یہ کمیٹی اس سلسلے میں مزید پیش رفت کرے گی۔ علماء کرام نے کمیٹی پر واضح کر دیا کہ ہم پرامن لوگ ہیں اور اگر کمیٹی ناکام ہوئی تو ہمارے پاس سڑکوں پر آنا اور احتجاجی ریلی کے سوا کچھ اور چارہ نہیں ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ یہ افسران نیک نیتی کے ساتھ اور حضرت اقدس شہید ختم نبوت رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کے جذبہ کے ساتھ سازش کو بے نقاب کرنے کے لئے مخلصانہ جدوجہد جاری رکھیں گے۔

ختم نبوۃ

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ

عقیدۂ ختم نبوّت کی چوکیداری

خطبہ مسنونہ کے بعد :

حضرات علماً کرام، بزرگان محترم، میرے دوستو اور بھائیو! میرے لئے نہایت سعادت کی بات ہے کہ اس مبارک اجتماع میں مجھے بھی شریک ہونے کے قابل سمجھا گیا۔ اللہ رب العزت اس اجتماع کو قبول فرمائے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے وہ تیز تر کام کر سکے اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب کر سکے۔ یہ ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان علماً کرام کے ساتھ نسبت عطا کی ہے اور ہماری زندگی کو ان علماً کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ یہی سب سے بڑی بات ہے کہ کم از کم میں ان اعزازات اور خطابات سے جو آپ مجھے اسٹیج سے عطا فرما رہے ہیں اس سے کسی بھی خوش فہمی یا غلط فہمی میں مبتلا ہونے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں آپ کے خادم کی حیثیت سے رہنا چاہتا ہوں اور جو خدمت کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا کریں اس کو اپنے لئے بہت بڑا ذخیرہ سمجھتا ہوں اللہ قبول فرمائے۔

میرے محترم دوستو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس معاشرے میں مبعوث ہوئے وہ ایک قبائلی معاشرہ تھا، کوئی قانون اور ضابطہ لوگوں کے پاس نہ تھا، جہالت کی تاریکی ہر سمت پھیلی ہوئی تھی اور اس وقت طاقت کا معیار یہ ہوتا تھا کہ جس خاندان یا جس قبیلے کے جوان زیادہ ہوتے تھے اور جس کے پاس جوانوں کی افرادی قوت ہوا کرتی تھی تو یہ اس قبیلے اور اس خاندان کی طاقت کا معیار تصور کیا جاتا تھا۔ چنانچہ کافر سرداروں نے اپنی قوموں اور اپنے قبیلوں کو اور اس معاشرے کے لوگوں کو اسی بات پر اطمینان دلانے کی کوشش کی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد جوان تو ہوئی نہیں جو ان کی پشت پناہی کرے۔ ان کے مشن کو تقویت دے سکے اور جس آدمی کی اپنی افرادی قوت نہ ہو اپنی اولاد نہ ہو، ان کی باتیں ان کی حیات تک ہیں، اس کے آگے اس کی کوئی حیثیت نہیں آپ فکر نہ کریں۔ یہ شخصیت اگر دنیا سے چلی جائے گی تو معاملہ ختم ہو جائے گا۔ فکر کی کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں و کافروں کے اس خیال کو دور کر دیا کہ کسی عقیدے، کسی نظریہ اور کسی فکر کی بقا کا سبب اپنا نسب نہیں، اپنا قبیلہ نہیں، کسی عقیدہ اور کسی فکر کا سبب خونی رشتہ نہیں۔

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم "

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے بالغ مردوں کے باپ نہیں ہیں۔"

"ولکن رسول اللہ"

خونی رشتہ کے حوالے سے وہ آپ لوگوں کے باپ نہیں، لیکن روحانی رشتہ کے حوالے سے تو آپ کے باپ ہیں۔ اور وہ روحانی باپ ہیں لیکن ان کا حق اپنی روحانی اولاد پر خونی رشتہ کے باپ سے بھی زیادہ ہے۔ آپ دیکھئے کہ تمام امت اس پر متفق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امت کے لئے حقیقی ماں کا حکم رکھتی ہیں، ان کی حیثیت کا تعین کر دیا۔ خونی رشتے میں وہ کسی اور کے باپ نہ سہی "ولکن رسول اللہ" پیغمبر کی حیثیت میں وہ امت کے باپ ہیں۔ "ولکن رسول اللہ" اور آگے فرمایا : "وخاتم النبیین" خاتم اضافت نبی کے حوالے سے کی اور خاتم کی اضافت رسول کے حوالے سے نہیں کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب اپنے بارے میں فرمایا تو فرمایا کہ : "انا خاتم النبیین" اس لئے کہ علماً رسول اور نبی کے مفہوم میں فرق کرتے ہیں۔ رسول کا مفہوم خاص ہے اور نبی کا مفہوم عام ہے۔ جب کوئی پیغمبر نئی شریعت لے کر آئے تو رسول کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے۔ لیکن نبی اپنے مفہوم میں عام ہے۔ چاہے نئی شریعت لائے چاہے پچھلے پیغمبر کی شریعت امت کے سامنے پیش کر دے۔ خاتم کی اضافت اس لفظ کی طرف کی گئی جس لفظ کے مفہوم میں عموم ہے یعنی نئی شریعت کے حوالے سے بھی اب کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اسی طرح کوئی پیشوا پیغمبر کی شریعت لے کر بھی کسی انسان کے پاس نہیں آئے گا۔ راستہ مکمل طور پر بند کر دیا، خاص معنوں میں بھی وہ آخری پیغمبر ہیں اور عام معنوں میں بھی وہ آخری پیغمبر ہیں۔

فتنہ قادیانیت :

لہٰذا اگر آج مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ کرتا ہے کہ میں نئی شریعت لے کر دنیا کے سامنے آیا ہوں، تو اس معنی میں بھی اس کا دعویٰ جھوٹا ہے اور اگر کہے کہ میں نبی ہوں لیکن نئی شریعت نہیں لایا تب بھی جھوٹا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے اس مسئلہ پر بحث کی اور ایک آئینی ترمیم پاس کی گئی اس میں یہی کہا گیا کہ کوئی بھی شخص کسی بھی مفہوم میں اور کسی بھی تشریح کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور پارلیمنٹ کا وہ فیصلہ آج بھی آئین کا حصہ ہے۔

ختم نبوۃ

پارلیمنٹ کی بالادستی :

جو پارلیمنٹ کی بالادستی کے دعویدار ہیں اور پارلیمنٹ کے فیصلہ کو اس ملک کے عوام کا فیصلہ سمجھا جاتا ہے وہی مغربی دنیا آج بھی پاکستانی پارلیمنٹ کے اس فیصلہ پر معترض ہے اور مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں کہ ایک اقلیت کے انسانی حقوق کو تم نے پامال کر دیا ہے، جب وہ ایسی بات کرتے ہیں تو مجھے ان پر تعجب ہوتا ہے کہ کتنی معصومیت کے ساتھ اقلیتوں کے تحفظ کی بات کی جاتی ہے لیکن جب وہ اقلیتوں کے حقوق کی بات کرتے ہیں تو ان کے ذہن سے یہ بات نکل جاتی ہے کہ کیا اکثریت بھی انسان ہیں یا نہیں اور ان کے بھی کوئی حقوق ہیں یا نہیں؟ یہاں پر بڑی چالاکی کے ساتھ وہ اقلیت کے حقوق کا لفظ تو استعمال کرتے ہیں لیکن اقلیت کے حقوق کی بات کر کے جب ملک کی اکثریتی آبادی کے حقوق کو تلف کیا جائے گا اس کا مداوا کون کرے گا؟ اور پھر عدالت میں چاہے وہ جنوبی افریقہ کی عدالت ہو، چاہے وہ ماریشس کی عدالت ہو، اب جنوبی افریقہ کی عدالت تو مسلمانوں کی عدالت نہیں، ان عدالتوں میں جب یہ مسئلہ گیا اور وہاں کے جج نے جب یہ دلائل سنے تو اسلام کے جو پرسنل لاز ہیں بنیادی اور اساسی اصول جو اسلام کے ہیں، جب اس کی توضیح و تشریح ان کے سامنے آئی تو ان کے ذہن نے بھی فیصلہ کیا کہ یہ گروہ اسلام کے ان اصولوں سے اور ان پرسنل لاز سے انکار کرتا ہے جن کی بنیاد پر کسی شخص کو مسلمان کہا جاتا ہے۔

عدالتوں کے فیصلے :

اب عدلیہ کا فیصلہ ہے جو اس کفر کی دنیا اور مغربی دنیا کے لئے بہت بڑی سند ہوا کرتا ہے لیکن اس معاملے میں یہ لوگ نہ پاکستان کی پارلیمنٹ کو احترام دیتے ہیں اور نہ دنیا کے کسی خطے کی عدالت کو کوئی احترام دیتے ہیں اور ان کو اس بات کا احساس ہے کہ یہ پودا ہم نے خود کاشت کیا، اس کی آبیاری ہم نے کی، آج اس پودے کا تحفظ خود نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ لیکن ہم ان انگریزوں کو بتادینا چاہتے ہیں کہ ہم پاکستان میں ان کا تعاقب کریں گے، چھوڑیں گے نہیں۔ انشاء اللہ مجھے جو اعتراض ہے وہ پاکستان کے سیاستدانوں پر ہے اور ہمارے ملک کے سیاسی راہبر وہ ہوتے ہیں جو ایک خاص طبقے سے تعلق رکھتے ہوں اور جو کسی وقت انگریز کو وفاداری کا یقین دلاتے تھے اور آج امریکہ کو وفاداری کا یقین دلاتے ہیں، جب بھی اس حوالے سے کبھی کوئی نازک وقت آیا تو ختم نبوت کے معاملے میں بھی ناموس رسالت کے معاملے میں بھی انہوں نے کوشش کی کہ مغربی آقاؤں کی ترجیحات کو ہم قبول کریں یہ کوشش کی گئی، اب بھی وہ کوشش کر رہے ہیں۔

آئین میں ترمیم کی قرارداد :

پچھلی اسمبلی میں بھی میری موجودگی میں ایک قرارداد اسمبلی میں آئی اور وہ قرارداد پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کے درمیان متفقہ تھی اور دونوں قوتوں نے باہم مل کر طے کیا تھا کہ اس قرارداد کو پیش کریں گی۔ حزب اختلاف کی مسلم لیگ اس کی تائید ہاں میں کرے گی، حزب اقتدار کی پیپلز پارٹی اور قرارداد تو کیا تھی؟ قرارداد تو یہ کہ آئین میں اب تک جتنی ترامیم کی گئی ہیں ان تمام ترامیم پر نظر ثانی کی جائے۔ یہ قرارداد ہے اور تجویز یہ پیش کی گئی کہ ایوان کی سطح پر ایک خصوصی کمیٹی بنائی جائے گی جو ان ترامیم کے حوالے سے جائزہ لے گی، میں خود اس وقت پارلیمنٹ میں موجود تھا، میں نے فوراً کھڑے ہو کر اسپیکر صاحب کو متوجہ کیا کہ جب لفظ تمام ترامیم کی بات آئے گی تو اس میں تو ایک ترمیم عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں ہے کیا اس پر بھی آپ نظر ثانی کریں گے؟ اس کو بھی تبدیل کرنے پر غور ہوگا؟ اور میں نے کہا میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر اس ترمیم کے حوالے سے نظر ثانی کی بات کی گئی تو پھر ہم بغاوت کریں گے۔ ہم ترمیم نہیں ہونے دیں گے، تھے تو ہم چار مولوی لیکن اس عقیدے نے ہمیں اتنی قوت دی ہوئی تھی کہ وہ قوت کام دے گئی، ہمیں کامیابی حاصل ہوئی۔ دونوں طرف سے لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا جی ہم اس کو مستثنیٰ قرار دینے کو تیار ہیں، لیکن جب اس مستثنیٰ قرار دینے کو دونوں تیار ہوئے تو اگلے روز چوبیس گھنٹے کے اندر اندر مسلم لیگ کی قیادت کی طرف سے اعلان آیا کہ ہم خصوصی کمیٹی کا بائیکاٹ کریں گے، بھائی چوبیس گھنٹے میں کیا ہو گیا آپ کو؟ کل تو قرارداد پیش کی متفقہ طور پر، چوبیس گھنٹے میں کونسی مشکل آ گئی؟ ظاہر ہے کہ ہم جیسے لوگوں کے دلوں میں یہ شک گزرے گا کہ کہیں اس ایک ترمیم کے لئے تو مسئلہ کھڑا نہیں کیا گیا لیکن جب معاملہ ہم نے روک دیا تو اب کمیٹی کی ضرورت بھی نہیں۔ ہمارے ہاں میلہ تھا تو ایک نوجوان کی اس میلے میں چادر گم ہو گئی واپس جب گاؤں میں آیا تو لوگوں نے پوچھا بھائی میلہ کیسے تھا؟ تو وہ کہتا ہے میلہ ویلہ نہیں تھا میری چادر کے لئے انہوں نے میلہ کیا تھا اسے انہوں نے مجھ سے چھیننا تھا، کوئی پروگرام تو مجھے سمجھ نہیں آیا، بس میری چادر گم کر دی، تو ہماری اسمبلی کے میلے میں بھی لگتا ایسے تھا کہ سارا مسئلہ صرف ایک ترمیم کے لئے ہوا، لیکن آپ کے جو چند ساتھی وہاں بیٹھے ہیں وہاں پر وہ اسلام کے چوکیدار کا کردار ادا کرتے ہیں، اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ہم غلط سہی یا صحیح سہی، قطعاً صحیح یا قطعاً غلط، لیکن کوئی قانون جو اسلام کے حوالے سے اس کی نسبت ہو چاہے ناقص ہے، کمزور ہے لیکن اس کو کہا جاتا ہے کہ اسلامی دفعہ ہے بدلنے نہیں دیا اور کوئی قانون جو قرآن و سنت کے خلاف ہو اسمبلی

ختم نبوۃ

کے طور پر آنے نہیں دیا۔

ناموس رسالتؐ کا قانون :

پھر ناموس رسالتؐ کا سوال آیا، حکمران جماعت نے مجھے کہا کہ جی ہم ناموس رسالتؐ کا قانون بدلنا چاہتے ہیں۔ بھائی کیوں بدلنا چاہتے ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس یہ ہمارا ایمان ہے اور جب ہمارے ملک کا مذہب اسلام ہے جیسے آئین کہتا ہے کہ اسلام ملک کا مذہب ہوگا، تو اب اسلام کی بنیاد تو دو چیزیں ہیں توحید اور رسالت۔ اب جب تک ان دو چیزوں کو تحفظ فراہم نہیں ہوگا اسلام ملک کا مملکتی مذہب کیسے بنے گا؟ لہذا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ناموس کو تحفظ اسی بنیاد پر دیا گیا ہے کہ اسلام کو ملک کا مملکتی مذہب کہا گیا ہے۔ اگر پیغمبر کی ناموس اس ملک میں محفوظ نہیں ہوگی تو اسلام کیونکر اس ملک کا مذہب ہوگا، کہنے لگے ہم قانون نہیں بدلنا چاہتے، ہم مقدمے کا طریقہ کار بدلنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ناموس رسالت کی توہین کا مرتکب ہو جائے تو اس پر مقدمہ کیسے چلائیں؟ ذرا اس ترتیب کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، میں نے کہا اس کی ترتیب کیا ہوگی؟ کہنے لگے ترتیب یہ ہوگی کہ اگر کوئی شخص یہ جرم کرے اور کوئی شخص تھانے میں جا کر اس کے خلاف رپورٹ درج کرا دے تو اس وقت تک گرفتار نہ کیا جائے جب تک مجسٹریٹ کی سطح پر تفتیش نہ ہو جائے اگر تحقیق و تفتیش میں مجرم قرار پائے تو گرفتاری ہوگی ورنہ نہیں۔ میں نے فوراً ان پر سوال کیا کہ آپ پوری دنیا میں کسی بھی ملک میں اس بات کی مثال پیش کر سکتے ہیں کہ جس مجرم کی سزا موت ہو اور اس جرم میں پرچہ کٹ جانے کے بعد اس کی گرفتاری عمل میں نہ لائی جائے یہ کوئی مثال پیش کرو میرے سامنے؟ کہ سزائے موت ہو اس جرم کے لئے اس جرم کی ایف آئی آر کٹ جانے کے بعد پولیس دست اندازی نہ کرے، گرفتاری عمل میں نہ لائے کیا دنیا بھر میں کہیں ایک مثال بھی اس کی پیش کر سکتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ایسے تو کہیں نہیں ہے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں یہ چونکہ جذباتی مسئلہ ہے اور لوگ جذبات میں آکر اس کو قتل کر دیتے ہیں، لہذا اس وقت اس کو نہ پکڑا جائے اور مجرم نہ کہا جائے جب تک کہ عدالت اس حوالے سے طے نہ کرے، میں نے کہا دلیل تو آپ نے پیش کر دی لیکن یہ دلیل آپ کی دلیل نہیں، یہ دلیل میری دلیل ہے آپ کی نہیں ہے میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ یہ جذباتی مسئلہ ہے اور عدالت کا فیصلہ آنے سے پہلے اس کی جان کو خطرہ ہے لہذا اس کو تحفظ دینے کے لئے جونہی ایف آئی آر کٹے فوراً گرفتار کر لو تاکہ پولیس کی حراست میں چلا جائے اور وہ مرنے سے بچ جائے، چونکہ مرے گا تو تب جب اس کا فیصلہ عدالت کرے گی۔ عدالت سے فیصلہ ‌ نے سے پہلے اگر مجرم گلی کوچے میں آزاد پھرے گا اور یہ جذباتی معاملہ تو کوئی کچھ بھی کر سکتا ہے کہ اسے ٹھکانے لگا دے، تو کہنے لگے کیا فلانے مسیح کو پھر عدالت میں قتل نہیں کیا گیا؟ میں نے کہا قاتل سے مت پوچھیں وہ تو جذباتی ہے یہ تو پولیس سے پوچھو کہ وہ اسے کیوں تحفظ فراہم نہ کر سکے؟ جب دلائل سے ان کی بات نہ بنی تو میں نے کہا اب سنو یہ ہمارے عقیدے کا سوال اگر آپ نے اسے تبدیل کرنے کی کوشش کی تو خدا کی قسم ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے۔

میرے محترم دوستو! خدا کا کرنا ہوا کہ حکومت پیچھے ہٹ گئی، اسی قسم کے مسائل سے ہمارا واسطہ رہتا ہے، اور ایک بات ذرا ذہن میں رکھیں کہ ایسے حکمرانوں کے ہوتے ہوئے اسلام کے حوالے سے پیش رفت کم از کم اس کی توقع نہ رکھیں اگر یہ رہے سہے اسلام کو ہم ان کے دست اندازی سے بچا سکیں یہ بھی بڑی بات ہے، غنیمت ہے۔

قرآن و سنت کی بالادستی :

چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج کل ملک میں قرآن و سنت کی بالادستی کی باتیں ہو رہی ہیں لیکن جب وہ اس قسم کی بات کرتے ہیں تو ہم انہیں کہتے ہیں کہ قرارداد مقاصد بھی آئی، اسلام مملکت کا مذہب بھی بنا، قرارداد مقاصد آئین کا حصہ بنی، پچھلے دور میں آپ نے شریعت بل پاس کرایا اور آج اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو رہا، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پیش بھی ہو چکی ہیں، آپ کے پاس مکمل بھی ہو گئی ہیں۔ دو سال کے اندر قانون سازی مکمل کرنی تھی وہ دو سال آپ کے گزر چکے ہیں تو ہم کیسے سمجھیں کہ اس بارہ میں آپ مخلص ہیں، جس آدمی کے سامنے پوری یہ ماضی پڑی ہوئی ہو اس کو یہ حق ہے کہ وہ شک و شبہ کا اظہار کرے، اب اگر ہم کوئی شک کا اظہار کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ شک نہ کرو، بھائی کیسے نہ کریں، کہتے ہیں نیت کا حال وہ اللہ جانتا ہے، کہتے ہیں کہ تم ہماری نیت پر شک کیوں کرتے ہو، نیتوں کا حال وہ اللہ جانتا ہے میں نے کہا کہ ہمارا ایمان ہے کہ نیت کا حال اللہ جانتا ہے لیکن تمہارے دلوں کا حال تھوڑا تھوڑا ہم بھی جانتے ہیں۔ حالات کی وجہ سے ان ساری چیزوں کی وجہ سے آپ کا تھوڑا حال ہم بھی جانتے ہیں۔ اعتماد پیدا کر لو، پھر ایک دن آئے ہمارے پاس کہ جی جو خرابیاں تھیں وہ ہم نے نکال دی ہیں۔ ہم نے کہا جی کہ ہمارا صرف خرابیوں کو نکالنے کا مطالبہ نہیں تھا ہمارا یہ بھی ایک مطالبہ تھا کہ اس میں باہر سے بھی ایک اچھائی ڈالو اگر وہ اچھائی نہیں ڈالو گے تو یہ ایک بے معنی ہو جائے گا۔ تو باہر سے اچھائی ڈالنے والی بات اڑی ہوئی ہے وہ نہیں مانتے اب ہم اس پر کیسے تسلیم کریں ہم نے کہا کہ ہم ووٹ نہیں دیتے، لیکن ہمیں اس روز جبکہ ہمیں نہ کاپی دی گئی نہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ ہم نے یہ تبدیلی کی ہے زبانی باتیں ہم سے کر رہے تھے اور ادھر کہہ رہے

ختم نبوۃ

تھے کہ جو قابل اعتراض شقیں تھیں ہم نے سب نکال لیں۔ اب اس پروپیگنڈے اور اس اعلان کے بعد اگر ہم اس وقت کہتے کہ ہم ووٹ نہیں دیتے تو پبلک کہتی کہ یہ خوامخواہ ضد کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس اتنا وقت ہی نہیں تھا کہ ہم قوم کے سامنے وضاحت کر سکتے تو ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم ووٹ دیتے ہیں، مطمئن نہیں تھے لیکن جو تحفظات ہم رکھتے ہیں وہ ریکارڈ پر لائیں گے۔ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ جب ہمارے ساتھی اسمبلی پہنچے تو رائے شماری ہو چکی تھی، ہم گئے تو اس نیت سے تھے کہ ہم نے اب ووٹ دینا ہے لیکن جب ہمارے ساتھی اسمبلی تک پہنچے تو اسمبلی اندر سے بند ہو گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچا لیا۔

قرآن و سنت کی بالادستی قانون کے حوالے سے آج میں آرٹیکل پڑھ رہا تھا تو اس نے بڑی اچھی بات لکھی اس نے کہا کہ یہ اعلیٰ ترین قانون کا کیا معنی ہے؟ اس کا تو [illegible] کہ پیچھے [illegible] قوانین [illegible] گے ان کی بھی کچھ حیثیت ہو گی یہ توحید کا تقاضا نہیں ہے، توحید کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بات طے کی جائے کہ قرآن و سنت کے علاوہ بھی کوئی قانون اس ملک میں ہو گا تو بالاتری تو گئی۔

میرے محترم دوستو! اللہ کے فضل و کرم سے ہم اس سیاسی ماحول میں اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں اس سیاسی میدان میں اپنے دین کا سپاہی بنایا ہے اور ہمیں سپاہی ہونے پر فخر ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ایک کمان ہے ایک قیادت ہے اور اس عقیدے کے حوالے سے اس اسٹیج سے جو بھی حکم ملے گا انشاء اللہ ہم سپاہی کی طرح اس کی تعمیل کریں گے تو اللہ رب العالمین ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

فون: 745573
عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
ایڈریس: شاپ نمبر: N - 91 صرافہ بازار، میٹھادر، کراچی

مساجد کے لئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
ڈیلرز: ☆زینت کارپٹ، ☆ مون لائٹ کارپٹ، ☆ نیر کارپٹ، ☆ثمر کارپٹ، ☆ وینس کارپٹ، ☆ اولمپیا کارپٹ
پتہ: این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ختم نبوۃ

انگریز اور قادیانیوں سے ٹکر

مفکر احرار شیخ حسام الدینؒ (بی-اے)

بزرگان ملت و نوجوانان عزیز اور محترم بہنو!

یہ ختم نبوت کانفرنس کا اجلاس ہے، میرا منصب یہ نہیں کہ مذہبی پہلو آپ کے سامنے رکھوں۔

مجلس کی تاریخ :

میں تو آپ کے سامنے مجلس کی تاریخ پیش کروں گا، کہ ہم نے کب اور کیوں تقسیم ملک سے پہلے اس مسئلے کو اپنایا۔ اگر آپ صحیح طور سے ہمارے اس منصب کو سمجھ جائیں تو کوئی بھی ہوشمند انسان ہمارے اس دعوئی اور جدوجہد کو غلط نہیں کہہ سکتا، بلکہ اگر دیانت ابھی رخصت نہیں ہوئی تو ہر ہوشمند انسان ہمارا ساتھ دینے پر مجبور ہوگا اور اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ ہمارا ساتھ نہ دے، ہماری جماعت کوئی پیشہ ور تقریریں کرنے والی جماعت نہیں، بلکہ ایک منظم جماعت ہے، ہمارے مقصد کو سمجھنے کے لئے ہماری تاریخ دیکھو، جو شخص بھی ملک و ملت کو سرخرو اور سربلند دیکھنا چاہتا ہے وہ ضرور ہمارا ساتھ دے گا، اور کسی جماعت کا ساتھ نہیں دے سکتا، ہم نے جب یہ دیکھا کہ بہت سے لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کو تباہ کر رہے ہیں، اس کی انتہا یہ ہوگی کہ مسلمان اسلام کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے، بلکہ یہ ہی نہیں نسل کشی کی بھی نوبت آجائے گی۔ تو ہم نے اس میدان خارزار میں قدم رکھا۔

انگریز کی اسلام دشمنی :

انگریز کی اسلام دشمنی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ :

"انگریز نے مسلمانوں کو منتشر کرنے کے لئے کہیں تو روس کو اکسایا، کہیں ترکوں کو عربوں سے لڑایا، اور شریف حسین کو غداری پر آمادہ کرکے خلافت کی دنیوی حیثیت کو پارہ پارہ کیا، انگریز نے جنگ عظیم کے بعد عربوں سے ایک معاہدہ کیا کہ ملک عرب کے چار حصے کر دیئے جائیں ایک حصہ فرانس کے قبضہ میں، ایک حصہ انگریز کے قبضہ میں اور ایک حصہ امریکہ کے قبضہ میں اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ یہ آپ کا مذہبی مقدس مقام ہے، اس لئے آپ اسے اپنے پاس رکھیں اور انگریز نے ترک کو عرب سے اس حد تک علیحدہ کرادیا کہ وہ اپنی نسلوں کو بھی یہ نصیحت کریں گے کہ دنیا کی ہر قوم پر اعتماد کر لینا لیکن عربوں پر اعتماد نہ کرنا۔"

مرزائیوں کی اسلام دشمنی :

مرزائیوں کی اسلام دشمنی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"کیا یہ نہیں ہوا کہ فلسطین کی فتح پر مرزا بشیر الدین نے انگریزوں کو مبارکباد کا تار بھیجا؟ کیا سرنا کی فتح پر انہوں نے چراغاں نہیں کیا؟ میں پوچھتا ہوں کہ وہ فتح تمہارے ابا کی فتح تھی، یا کس کی فتح تھی کہ تم نے خوشی منائی مسلمانوں کو شکست ہوئی اور تم خوش ہوئے، تم نے جہاد بالسیف کو حرام قرار دے کر مسلمانوں کے سینوں سے اس جذبے کو نکالنے کی کوشش کی اور مسلمانوں کے مرکز کو توڑنے کے لئے حج بھی قادیان میں بنایا گیا اور انگریز کی حمایت میں پچاس ہزار کتابیں لکھ کر پچاس الماریاں کتابوں کی بھریں، اور یہ کتابیں کسی کو نہ دیں بلکہ بڑے بڑے افسروں اور بڑی بڑی جماعتوں کو بھیجیں، میں پوچھتا ہوں کہ اتنا روپیہ کہاں سے آیا؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ کوئی دیتا تھا اور کوئی لاتا تھا، یہ سب کچھ انگریز کو خوش کرنے کے لئے اور اس کا کھایا حلال کرنے کے لئے کیا گیا۔"

انگریز اور قادیانیوں سے ٹکر :

ہم نے انہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے انگریزوں اور مرزائیوں سے بھی بیک وقت ٹکر لی، اور مرے بھی، کٹے بھی، زخمی بھی ہوئے، لیکن پیچھے نہیں ہٹے اور مقصد حاصل کر لیا۔ مقصد انگریز کو نکالنا تھا، وزیر خارجہ ہٹانا نہیں تھا، مقصد وزیراعظم ہٹانا نہیں تھا، یہ ہے مختصری تاریخ ہماری جماعت کی، مطالبہ پر روشنی ڈالتے ہوئے شیخ صاحب نے فرمایا کہ :

"ہم ہوش و حواس کو قائم رکھتے ہوئے یہ دعوئی کرتے ہیں کہ جب تک اس پارٹی کا کوئی آدمی وزیر خارجہ ہے یا کسی اور کلیدی عہدے پر فائز ہے، یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا، جس نے یہ ملک بنایا تھا اگر وہ ہوتے تو ضرور اس مسئلہ پر غور کرتے، وہ اس بات کو سمجھتے تھے، وہ ہیں نہیں۔ جو ہیں وہ اپنا مقصد سنوارتے ہیں، ہماری مثال تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کی اس کبوتری کی سی ہے، ہم یہ

باقی صفحہ 12 پر

ختم نبوۃ

خطیب ختم نبوتؒ

محمد طاہر رزاق

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

شاہ جیؒ اسٹیج پر آتے، لاکھوں کا مجمع ساکت و جامد ہو جاتا۔ سانس لینے کی آوازیں بھی مدھم ہو جاتیں، لوگوں کی نظریں شاہ جیؒ کے سرخ و سپید چہرے پر مرکوز ہو جاتیں، شاہ جیؒ مجمع پر ایک بھرپور نگاہ ڈالتے خطبہ پڑھتے، ادھر ان کی زبان سے ''الحمد للہ'' نکلتا، ادھر لوگوں کے سینوں سے قلوب نکل کر شاہ جیؒ کی مٹھی میں بند ہوتے۔ شاہ جیؒ جب ان قلوب کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدت دیتے تو لوگ تڑپ تڑپ جاتے، وہ جب چاہتے مجمع کو رلا دیتے، جب چاہتے ہنسا دیتے اور جب چاہتے اسی مجمع کو ایک تحریک بنا دیتے۔ انگریزی دور کا ایک ڈپٹی کمشنر کہتا ہے:

''سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت کے دوران ایک ایسا وقت بھی آتا تھا وہ اپنے مجمع سے کہتے کہ آگ اور خون کے سمندر میں چھلانگ لگا دو تو پورا مجمع پلک جھپکنے میں آگ اور خون کے سمندر میں کود پڑتا۔''

وہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے اور لوگ ان کے اشارہ ابرو پر جان کا نذرانہ پیش کرنے کو ہر دم تیار رہتے تھے۔ غازی علم الدین شہید بھی ان کی خطابت کا شاہکار تھا۔

زمانہ ان کی خطابت کا معترف تھا، وقت نے ان کی خطابت پہ تحسین و آفرین کے سہرے پھول نچھاور کئے۔ فخر المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''قادیانیوں کے خلاف ان کی ایک تقریر ہماری پوری تصنیف سے بڑھ چڑھ کر ہے۔''

مولانا محمد علی جوہرؒ انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''مقرر نہیں، ساحر ہیں، تقریر نہیں کرتے جادو کرتے ہیں۔''

حکیم الامت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

''شاہ جیؒ اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ہیں۔''

مولانا حسرت موہانی کہتے ہیں:

''وہ خطابت کے شہسوار ہیں۔''

''وہ اپنے دور کے سب سے بڑے خطیب تھے۔''

مختار مسعود صاحب نے کیا خوبصورت پیرائے میں کہا ہے:

''انہیں حسرت موہانی اور ابوالکلام آزاد کی خطابت کا زمانہ نصیب ہوا، اس میں ان کے ہم سفر تو بہت تھے مگر ہمسر کوئی نہ تھا۔''

انہوں نے اپنی خطابت کو دنیاوی مفادات کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ ان کی خطابت فرنگی اور اس کے خود کاشتہ پودے ''قادیانیت'' کی سرکوبی کے لئے وقف تھی، وہ ساری زندگی فرنگی کے تخت میں زلزلے بپا کرتے رہے اور اس کے گریبان کی تاروں سے کھیلتے رہے، متبنیٔ افرنگ مرزا قادیانی اور اس کی انگریزی نبوت کی دھجیاں اڑاتے رہے، انگریز نے قادیانیوں کو سیم و زر سے لاد کر قادیان کو جھوٹی نبوت کے قلعے میں تبدیل کر دیا تھا اور ان کے سروں پر اپنی سنگینوں کا سایہ کر رکھا تھا۔ قادیانی اپنے مرکز ارتداد قادیان میں بڑی تیزی سے اپنی جھوٹی نبوت کی دکان چلا رہے تھے۔ شاہ جیؒ کو جب قادیانیوں کی ان خطرناک سرگرمیوں کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً قادیان میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا اعلان کر دیا اور اپنے لاکھوں جانبازوں سمیت فرنگی اور قادیانیوں کی ساری رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے قادیان جا پہنچے۔ قادیان میں ایک ولولہ انگیز، آتش فشاں اور تاریخ ساز کانفرنس ہوئی۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مرزا قادیانی کے جانشین اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین کو للکارتے ہوئے کہا:

''مرزا کے جانشین مرزا محمود سے کہو کہ فیصلہ آج ہی ہو جاتا ہے، تم اپنے باپ کی خانہ ساز نبوت لے کر آؤ، میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا علم لہراتا ہوا آؤں گا، تم اپنے ابا کی عادت کے مطابق یاقوتیاں کھاؤ اور پلومر کی ٹانک وائن پی کر آؤ، میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جو کے ستو کھا کر آؤں گا، تم حریر و پرنیاں پہن کر آؤ میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق موٹا جھوٹا پہن کر آؤں گا۔

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں کو

آؤ اور اپنے باپ کو ایک صحیح العقل انسان تو ثابت کر دکھاؤ۔ مناظرہ میرا تمہارا اس بات پر ہے اور یہ فیصلہ کن مناظرہ ہوگا، میں ملت اسلامیہ کا نمائندہ ہوں، تم میدان میں اترو، لکھنو، دلی یا تمہارے مرقد قادیان میں کہیں بھی جہاں تم چاہو۔

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات
ہر کہ با دردکشاں در افتاد بر افتاد''
(شیرازی)

''نبوت کے ڈاکوؤ! تم میں اتنی ہمت کہاں کہ تم بخاری کے مقابلہ میں آؤ، ہمارے مقابلہ میں جو بھی آیا ہم نے اسے پچھاڑا ہے، تم انگریز کے ذلہ

خوار ہو اور میں ابن حیدر کرارؓ، حیدر نے یہودیت کے مرکز خیبر کو اکھاڑا، اور میں مرزائیت کے مرکز تمہارے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔"

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر گرجتا رہا، لیکن ہاسپتی نبوت کے کسی کارندے کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

شاہ جیؒ تحفظ ختم نبوت کے لئے آندھی بن کر پورے ہندوستان میں پھرتے رہے اور مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی حرمت اور حفاظت کا درس دیتے رہے، ہندوستان کا کوئی شہر ایسا نہیں، جہاں شاہ جیؒ نے ختم نبوت کا نعرہ بلند نہ کیا ہو، اسی لئے فرمایا کرتے تھے کہ میری آدھی زندگی جیل اور آدھی زندگی ریل میں گزر گئی۔ انہوں نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے گیارہ سال جیل میں گزارے لیکن جیل کی سلاخیں ان کے جذبے کو ٹھنڈا نہ کر سکیں بلکہ ہر دفعہ جیل ان کے جذبات میں ایک نئی آگ لگا دیتی اور وہ جیل سے نکلتے ہی مسلمانوں سے کہتے:

"میں حیران ہوتا ہوں کہ خدا نے جس قوم کو آمنہ کا لال دیا ہو، جسے امام انبیاؑ، فخر رسل، باعث کل کائنات پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ملا ہو، اسے اور کیا چاہئے؟"

پورا قرآن، اسلام، احادیث، آئمہ کی محنت، یہ سجادے، یہ تصوف، یہ بس حضور ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، بیچ میں اگر ختم نبوت پر بال آئے گا تو پوری عمارت نیچے آگرے گی، خدا، خدا نہیں رہے گا لوگ اور ہی ہو جائیں گے۔

توحید را کہ نقطہ پرکار دین ماست
دانی؟ کہ نکتہ ز زبان محمدؐ است

بلاواسطہ کچھ نہیں ملے گا، کعبہ سے جو صحف ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کی درس گاہ تھا، اس میں ۳۶۰ پتھر لا رکھے، پھر آمنہ بی بی کے ہاں لال آیا اور عبداللہ کا چاند طلوع ہوا تو ان کا گھر صاف ہوا، محور ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے، مجھے کچھ اور سوجھ نہیں سکتا۔

در پہ بیٹھے ہیں تیرے بے زنجیر
ہائے کس طرح کی پابندی ہے

وہ ماں ہی مر گئی جو نبی جنے، مشاطہ ازل نے تیری زلفوں میں کنگھی ہی توڑ دی، اب کنڈل تو باقی رہیں گے، لیکن کسی کنگھی کی ضرورت نہیں رہے گی، دیوانے بن جاؤ، عقل کو جواب دے دو، ختم نبوت کی حفاظت عقل کا نہیں، عشق کا مسئلہ ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین صحیح معنوں میں دیوانگان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔"

شاہ جیؒ فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، وہ ہر وقت ناموس رسالت پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے، انہوں نے اپنی ساری زندگی تاج و تخت ختم نبوت کی حفاظت میں گزار دی اور یہی ڈیوٹی سرانجام دیتے دیتے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آج جب ان کے نصف صدی پر محیط خطابتی معرکے یاد آتے ہیں تو مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ کے یہ شعر زبان پہ جاری ہو جاتے ہیں۔

خطیب اعظم عرب کا نغمہ عجم کی لے میں سنا رہا ہے
سرِ چمن چھا رہا ہے سروِ ناز مسکرا رہا ہے

حدیث سرور سخن نچھاور زبان شمشیر اس پہ قربان
مسیلمہ ایسے جعلسازوں کی بیخ و بنیاد ڈھا رہا ہے

قرون اولیٰ کی رزم گاہوں سے مرتضیٰ کا جلال لیکر
دیر نیندیں جھنجھوڑتا ہے، مجاہدوں کو جگا رہا ہے

میں اس کے چہرے کی مسکراہٹ سے ایسا محسوس کر رہا ہوں
کہ جیسے کوئی پہ شام ہوتے کوئی دیا جھلملا رہا ہے

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

بقیہ: قادیانیوں سے فکر

نہیں کہتے کہ مرزائیوں کو پاکستان سے نکال دو، بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ مرزائی مرزائی کے روپ میں آئے، مرزائی مسلمان کے روپ میں نہ آئے۔ اقلیتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: ہم اقلیت کی حفاظت کریں گے، ملک میں اقلیتیں اب بھی آرام سے زندگی بسر کر رہی ہیں، ان کی بھی حفاظت کی جائے گی، ہمارے ملک میں اقلیت حفاظت میں ہے اور ہندوستان اقلیتوں کے معاملہ میں شرپسند ہے۔ حکومت کو توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا: ہم آپ کے راستے کے کانٹوں کو چننا چاہتے ہیں، قطع نظر اس کے کہ آپ اس کے اہل ہیں یا نہیں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ پہلی وزارت بھی کامیاب نہ ہوئی اور دوسری وزارت بھی کامیاب ہوگی یا نہیں، میں چاہتا ہوں کہ کامیاب ہو، کیونکہ ملک کی اس میں بھلائی ہے۔ آپ نے ایک پمفلٹ کا ذکر کرتے ہوئے جو کہ گوجرہ کے ایک مرزائی نے شائع کیا تھا فرمایا کہ: یہ پمفلٹ شائع ہوا اور تقسیم بھی ہوا، لیکن اس پمفلٹ پر پریس کا نام تک نہیں، یہاں کے حکام باوجودیکہ اس شخص کو جانتے ہیں اور وہ یہاں ایک فیکٹری جو مرزائیوں کو الاٹ ہے، میں بطور منیجر کے کام کر رہا ہے، اس سے بلا کر پوچھا تک نہیں کہ تم نے ایسا پمفلٹ شائع کرنے کی کیسے جرأت کی، جس پر پریس کا نام نہیں ہے، یہ آپ نے کہاں سے چھپایا، یہ دوسری بات ہے کہ یہ فیکٹری مرزائیوں کو کیسے الاٹ ہوئی اور کس نے الاٹ کی؟"

میں ان گزارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں، اور آپ سب حضرات کا بہت ہی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے صدارت بخشی، اور بڑے سکون کے ساتھ سنا۔

ختم نبوۃ

قسط: ۲

ختمِ نبوّت سورۂ کوثر کی روشنی میں!

مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

حضرت موسیٰؑ اور خلق حسن :

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو تربیت دی، خلق حسن کے اوپر کہ برابر سرابر معاملہ رکھو۔ تمہارے ساتھ کوئی ایک پیسہ کی نیکی کرے، تم پر واجب ہے کہ تم بھی ایک پیسہ کی نیکی کرو، روپے کی کرے تو بھی کرو، کوئی اگر تمہارے ساتھ برائی کرے تو تم پر واجب ہے کہ تم بھی برائی کرواتی۔ کوئی ہاتھ کاٹ دے تمہارا فرض ہے تم بھی ہاتھ کاٹ دو۔ کوئی ناک کاٹ دے تمہاری، تم بھی ناک کاٹو، آنکھ پھوڑ دے تمہارا فرض ہے کہ ایک آنکھ ضرور پھوڑ دو، تو شریعت موسوی میں معاف کرنا جائز نہیں تھا۔ انتقام لینا واجب تھا۔ مگر اتنا ہی انتقام جتنا دوسرے نے برائی کی ہے۔ جس کو قرآن کریم میں فرمایا کہ :

"وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والا نف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص" ہم نے واجب کردیا تھا اہل توراۃ پر کہ نفس کے بدلہ میں نفس کو قتل کرو، والعین بالعین: کوئی آنکھ پھوڑے تم پر واجب ہے کہ تم بھی آنکھ پھوڑ دو، والانف بالانف: کوئی ناک کاٹ لے تو واجب ہے کہ تم بھی ناک کاٹ لو۔ والسن بالسن کوئی دانت توڑ دے تمہارا فرض ہے کہ تم بھی دانت توڑو، معاف کرنا جائز نہیں۔ "والجروح قصاص" کوئی زخم لگائے، اتنا ہی تم بھی لگاؤ، اسے یہ جائز نہیں ہے کہ معاف کرکے چھوڑ دو، انتقام واجب ہے۔ یہ تھی تورات کی شریعت، تو توراۃ والوں کو موسیٰ علیہ السلام نے تربیت دی خلق حسن کے اوپر کہ برابر سرابر رکھو معاملہ، نیکی میں بھی بدی میں بھی۔ یہ تو موسیٰ علیہ السلام نے تربیت دی۔

خلق کریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں خلق کریمانہ پر تربیت دی گئی ہے کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی برائی کرے تو جائز نہیں ہے کہ تم اس سے بدلہ لو، بدلہ لینا واجب نہیں ہے، معاف کرنا واجب ہے، اگر کوئی تمہارے بائیں گال پر تھپڑ مار دے تو دوسرا بھی اس کے سامنے پیش کردو کہ ایک اور مار تا چل اللہ تیرا بھلا کرے۔ تو واجب تھا وہاں معاف کرنا، انتقام لینا جائز نہیں تھا۔ تو خلق کریمانہ پر تربیت دی ہے امت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔

نبی کریم ﷺ اور خلق عظیم :

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے بلند تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض معاف کردینا محض ایثار کردینے پر قناعت نہیں کی، بلکہ برائی کرنے والوں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کیا۔ طائف والے گالیاں دے رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں دے رہے ہیں۔ انہیں مکہ والے انتہائی ستا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں فرمارہے ہیں ان کے واسطے۔ تو یہ محض معاف کرنا نہیں تھا ایثار کرنا نہیں تھا بلکہ احسان بھی تھا ساتھ میں کہ برائی کا بدلہ احسان سے دیا جائے۔ تو یہ ہے خلق عظیم۔

تو اس امت کو تربیت دی گئی ہے خلق عظیم پر کہ احسان کا برتاؤ کریں۔ دوسرا اگر برائی بھی کرے تو محض معاف کرنا نہیں، بلکہ دعائیں کرو کہ اللہ اس کو ہدایت دے، نیک راستے پر لگائے، تو انتقام لینا تو جائے خود ہے معاف کرنا تو جائے خود ہے، احسان کا برتاؤ بتلایا گیا ہے۔ جس کو ایک موقع پر قرآن کریم میں فرمایا ہے: "فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم" "اے پیغمبر! وہ رحمت جو ہم نے آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھر دی، اس کی وجہ سے آپ کا دل نہایت نرم اور رحیم و کریم ہے کہ کسی کا برا نہیں چاہتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت شفقت کا جذبہ موجزن رہتا ہے: "ولو کنت فظا غلیظ القلب لا انفضوا من حولک" اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت دل ہوتے سخت برتاؤ ہوتا، تو سب اٹھ کر بھاگ جاتے آپ کے اردگرد سے۔ کوئی جمع نہ رہتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رحمت مجسم بناکر ایک مقناطیس بنادیا ہے کہ عالم کی کشش ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی گئی، حسن خلق کی ہدایت نہیں کی، بلکہ خلق کریمانہ سے شروع کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدلے لے لیا کریں یہ نہیں فرمایا گیا۔ چنانچہ عمر بھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ رہی کہ کتنی برائی کی لوگوں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام نہیں لیا، کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا۔ تو ہدایت کیا ہے؟ فرمایا: "فاعف عنھم" معاف کرو، پھر آگے فرمایا کہ یہ درجہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے نیچا ہے۔

ختم نبوۃ

آپ کا مقام اس سے بھی زیادہ بلند ہے "واستغفرلهم" فقط معاف ہی نہ کریں بلکہ دعائے مغفرت بھی کریں، ان لوگوں کے لئے جو آپ کے ساتھ برائیاں کر رہے ہیں، انہیں دعائیں بھی دیں۔ پھر آگے فرمایا کہ اس سے بھی اونچا ہے، آپ کا مقام، جو برائی کرنے والے ہیں فقط معاف ہی نہ کریں، فقط دعا ہی نہ دیں، بلکہ "وشاورهم فی الامر" کبھی کبھی بلا کر ان سے مشورہ بھی کر لیا کریں، تاکہ یوں سمجھیں کہ ہمیں خالص اپنا سمجھا۔ تو یہ انتہائی مرتبہ ہے خلق کا کہ برائی کرنے والوں کے ساتھ معاف کرنا، معاف کرنے سے زیادہ دعائیں دینا، اور دعائیں دینے سے زیادہ اپنے برابر سے بٹھا کر کچھ پوچھ گچھ بھی کرنا کہ بھائی تمہاری کیا رائے اس میں، تو یہ انتہائی مقام ہے جس کو فرمایا گیا ہے: "انك لعلی خلق عظیم" آپ کو اللہ تعالیٰ نے خلق عظیم پر پیدا کیا ہے۔ جو اخلاق کا انتہائی مرتبہ ہے۔ تو یہ ظاہر بات ہے کہ خلق عظیم جس ذات کے اندر ہے تو خلق کریم بھی اس کے اندر ہے، خلق حسن بھی اس کے اندر ہے۔ وہ جامع ہے تمام مقامات اخلاق کا، تو علوم کے اندر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جامع کہ تمام مقامات اخلاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں جمع کر دیئے گئے ہیں، تو علم کا بھی انتہائی مرتبہ دیا گیا کہ عالم بشریت میں اتنا بڑا عالم کوئی نہیں کہ جتنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ "علم الاولین والاخرین" اخلاق میں وہ مرتبہ کہ اتنا خلیق نہ اگلوں میں گزرا نہ پچھلوں میں گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق نہایت مکمل ہے۔

انتہائی نبوت:

اب ظاہر ہے کہ جب نبوت کی بنیاد ان دو چیزوں پر تھی: "کمال علم" اور "کمال اخلاق" اور یہ دونوں چیزیں انتہائی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئیں، تو نبوت بھی انتہائی ملنی چاہئے کہ اس کے بعد میں کوئی درجہ ہی باقی نہ رہے نبوت کا کہ کسی کو لایا جائے اور نبوت کا درجہ طے کرایا جائے، اس لئے نبوت ختم کر دی گئی۔ یعنی حد کمال پر پہنچا دی گئی کہ کوئی درجہ اب باقی نہیں رہا کہ نبی کو لایا جائے اور وہ مقام پورا کرایا جائے۔ امت میں بڑے سے بڑے اقطاب پیدا ہوں گے، اولیأ پیدا ہوں گے، ابدال پیدا ہوں گے انہیں کے ذریعہ وہ کام لیا جائے گا جو پچھلی امتوں میں انبیأ کرام علیہم السلام سے لیا جاتا رہا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ انبیأ معصوم ہوتے ہیں کہ گناہ سرزد ہی نہیں ہو سکتا تھا ان سے۔ اولیأ کرام معصوم تو نہیں ہوتے مگر محفوظ ہوتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے کہ وہ کرتے نہیں گناہ۔ نفس میں اتنی قوت ہے کہ وہ مقابلہ کرتے ہیں پوری طرح سے گناہ کا، آنے نہیں دیتے گناہ کو اپنے پاس، اور اگر کبھی پھسل جائیں تو اللہ کی طرف سے حفاظت ہوتی ہے۔ انہیں ڈالا نہیں جاتا گناہ کے اندر، تو معصوم نہیں ہیں مگر محفوظ ہوتے ہیں منجانب اللہ۔ تو اگر انبیأ علیہم السلام معصوم تھے تو اس امت کے اولیأ محفوظ بنائے گئے، اگر انبیأ کرام علیہم السلام کے ہاتھوں پر معجزے ظاہر ہوتے تھے تو اولیأ کے ہاتھوں پر کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں، جو معجزے کی ایک شاخ اور ایک فرع ہیں۔ وہ معصوم ہوتے ہیں، یہ محفوظ ہوتے ہیں۔ تو ایک قسم کی مماثلت اور مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس امت کے اتقیأ کو انبیأ علیہم السلام کے ساتھ، مقام نبوت کے نیچے ہیں، نبوت تو نہیں آسکتی، مگر کام جو نبیوں کے تھے وہ لئے گئے ہیں۔ ایک نبی جہاں بیٹھ گئے، ملکوں کو ایمان سے رنگ دیا، تو ایک ربانی عالم جہاں بیٹھ گیا اس نے خطے کے خطے ایمان اور علم دین سے رنگ دیئے، کام وہ کیا جو نبیوں کا ہوتا ہے۔ بہرحال ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں نکلے کہ نبوت فنا ہو گئی، باقی نہیں رہی، بلکہ تکمیل نبوت کے ہوئے کہ یہ نبوت اتنی قائم اور دائم ہے کہ قیامت تک کے لئے یہی نبوت کافی ہے۔

کامل نبوت:

تو یہ مغالطہ ایک جاہلانہ مغالطہ ہوگا کہ جب نبوت ختم ہو گئی تو دنیا میں رحمت باقی نہ رہی۔ یوں کہا جائے گا کہ جب نبوت کامل ہو گئی تو رحمت بھی کامل ہو گئی کہ انبیأ تو رحمت کے مجسمہ ہوتے ہی ہیں۔ اس امت کو بھی رحمت کا مجسمہ بنایا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حدیث مبارکہ میں: "امتی ہذا امۃ مرحومۃ" یہ میری امت امت مرحومہ ہے، کہ امتوں پر وہ رحم و کرم نہیں کیا گیا جو اس امت پر رحم و کرم کیا جائے گا، چونکہ یہ امت مجموعی حیثیت سے قائم مقام ہے، سارے انبیأ کی اور خاتم الانبیأ کی تو جو رحمت خاتم النبیین کو دی گئی تھی اسی رحمت کا پر تو اس پوری امت پر ڈال دیا گیا کہ یہ امت مرحوم بن گئی۔ تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کے وہ معنی نہیں ہیں جو مغالطہ دینے والے دیتے ہیں کہ نبوت قطع ہو گئی، ختم ہو گئی۔ بلکہ نبوت مکمل ہو گئی تو ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں ہیں، تکمیل نبوت کے ہیں۔ کمال نبوت پیدا ہو گیا، جیسا میں نے عرض کیا کہ آفتاب نکل کر اگر یوں کہے کہ انا خاتم الانوار میں نے سارے نوروں کو ختم کر دیا تو کیا یہ مطلب کہ اب نور منقطع ہو گیا؟ دنیا میں اندھیرا پھیل گیا؟ آفتاب کے آنے سے؟ خاتم الانوار کہنے کے معنی یہ ہیں کہ نور مکمل کر دیا میں نے سارے ستاروں

ختم نبوۃ

کا نور میرے اندر موجود ہے، اب کسی ستارے کی ضرورت نہیں، تو نور اور زیادہ قوی ہو گیا نہ یہ کہ ظلمت پھیلی، تو خاتم النبیین کے آنے کے بعد نبوت کے آثار اتنے مکمل ہوئے کہ قیامت تک وہ چلیں گے اب کسی نبوت کی ضرورت نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ سے ان انوار کو پیدا کیا جائے۔

ختم نبوت کا انکار، کمال اسلام کا انکار:

بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کا انکار اگر کر دیا جائے تو اسلام کے کمال کا انکار ہو گا، اسلام کا کمال باقی نہیں رہے گا۔ اسلام کی خصوصیات باقی نہیں رہیں گی، اس کا امتیاز باقی نہیں رہے گا۔ تو جو نبوت کا دعویٰ کرے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام کو ناقص بنا کر پیش کرنا چاہتا ہے، وہ اس امت کو ناقص کرنا چاہتا ہے تو یہ غلط ہو گا اس واسطے کہ یہ مغالطہ ہے، تو میں نے عرض کر دیا کہ اس مغالطہ کی حقیقت سمجھ لی جائے۔ یہ محض غلط اندازی ہے، ختم نبوت کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے، ختم نبوت کے معنی لئے انقطاع نبوت کے قطع نبوت کے، حالانکہ ہیں تکمیل نبوت کے۔

انا لکم بمنزلہ الوالد:

تو بہر حال ثابت ہوا کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کا ماننے والا ہی اسلام کا ماننے والا ہے، اور اس سے انکار کرنے والا اسلام کا منکر ہے، تو حق تعالیٰ شانہ نے اس کی حفاظت فرمائی۔ دعویٰ کیا کہ:

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ○"

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے والد نہیں ہیں، وہ صرف خاتم النبیین ہیں۔"

اور خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ:

"قیامت تک جتنی اقوام جتنی امتیں آنے والی ہیں ان سب کو اگر دین اور ہدایت ملے گی تو اسی نبوت کی وجہ سے ملے گی۔" تو وہ گویا بمنزلہ اولاد کے ہو گئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ والد ماجد کے ہو گئے۔ اسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انا لکم بمنزلۃ الوالد" میں امتوں کے حق میں بمنزلہ باپ کے ہوں۔ اور سارے امتی میری اولاد کے درجہ میں ہیں۔ تو نسبی اولاد مراد نہیں بلکہ روحانی اولاد مراد ہے، تو سارے امتی روحانی اولاد ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم والد ہیں۔ یعنی والد سے تقسیم ہوتی ہے جو اولاد میں آتا ہے، اخلاق آتے ہیں، علم آتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے ساری امت میں علم اور اخلاق اور دین پھیلا۔

دو طریقوں سے ختم نبوت کی حفاظت:

اس لئے ختم نبوت ایک بنیادی عقیدہ ہے جس کی حق تعالیٰ نے حفاظت فرمائی تو ایک تو قول کے ذریعہ سے حفاظت فرمائی جیسے اس قول میں دعویٰ کیا اور احادیث میں دعویٰ کیا گیا۔ انا اعطینا میں بتایا گیا کہ عملاً بھی ہم نے حفاظت کی ہے ختم نبوت کی اور وہ کس طرح سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صاحبزادے پیدا ہوئے ایک کا نام ابراہیم تھا، ایک کا نام قاسم تھا اور لقب تھا ان دونوں کا طیب و طاہر یہ دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ ان دونوں کی وفات ہو گئی باقی نہیں رہے۔ تو نرینہ اولاد نہ رہی، اولاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چلی ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلی ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے، مگر ماں کی طرف سے وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہے جن کو سادات کہا جاتا ہے۔ تو نرینہ اولاد نہ رہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور نہ رکھنے کا کیا مقصد تھا؟ حکمتیں تو ہزاروں ہیں اللہ ہی جانتا ہے، لیکن کھلی حکمت یہ ہے کہ اگر صاحبزادے زندہ رہ جاتے تو آبائی کرامت اس سے متقاضی تھی کہ انہیں نبی نہ بنایا جاتا۔ نبوت کا مقام نہ دیا جاتا اور اگر نبوت کا مقام دیا جاتا تو ختم نبوت، ختم ہو جاتی۔ اس لئے اولاد کا ختم کر دینا گوارا کیا گیا، مگر ختم نبوت کا باطل کرنا گوارا نہیں کیا گیا، تو اولاد نرینہ کو زندہ نہیں رکھا گیا کہ اگر زندہ رکھتے اور نبی نہ ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین لازم آتی اور بناتے نبی، تو ختم نبوت باقی نہ رہتی۔ تو حق تعالیٰ شانہ نے پہلے ہی اٹھا لیا، تو کیا مصلحت تھی۔

مشرکین کے طعنے:

تو یہ ختم نبوت کی حفاظت ہوئی مثلاً آیتوں میں تو قولاً حفاظت کی گئی اور عملاً حفاظت کی گئی، اس طرح کہ اولاد نرینہ زندہ نہیں رکھی گئی۔ اس سے مشرکین مکہ نے طعنہ زنی کرنا شروع کی اور کہا کہ بس جی نبوت تو ختم ہو گئی۔ وہ جو نبوت کے مدعی تھے ان کی اولاد ہی زندہ نہیں رہی، ایک پیدا ہوا وہ گزر گیا، دوسرا پیدا ہوا وہ گزر گیا۔ تو یہ مقطوع النسل ہو گئے (العیاذ باللہ) اور دنیا والوں میں نسل اگر کسی کی منقطع ہو جائے تو وہ عیب سمجھا جاتا ہے کہ فلاں لاولد گزر گیا۔ تو مشرکین مکہ نے یہ طعنہ دینا شروع کیا کہ یہ نبی ہیں؟ یہ تو مقطوع النسل ہیں، اور قطع ہو گئی ان کی نسل، آگے ان کا نشان ہی نہیں رہے گا۔ آگے ان کا کوئی تذکرہ ہی نہیں رہے گا جب اولاد باقی نہیں رہی۔

باقی آئندہ

ختم نبوۃ

افضل البشر بعد الانبیأ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حافظہ امیمہ صدیقہ معلّمہ جامعہ خیر المدارس، بنت شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ انبیأ علیہم السلام کے بعد افضل ترین اور اخیر ہستی خلیفہ بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام سے بے حد محبت تھی اور پیغمبر علیہ السلام بھی آپؓ کو بے حد محبوب رکھتے تھے۔

حضرت عمر بن العاصؓ نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا؟

"ای الناس احب الیک من الرجال"

مردوں میں آپ ﷺ کو زیادہ محبوب کون ہے؟

فرمایا: ابوبکرؓ (بخاری)

نام و نسب:

عبداللہ بن عثمان ابی قحافہ ابن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد، بن تیم بن مرہ ہے۔ ساتویں پشت میں جاکر آپؓ کا سلسلہ نسب حضور علیہ السلام سے مل جاتا ہے۔

کنیت:

ابوبکر "بکر" عربی میں اونٹ کو کہتے ہیں، چونکہ آپؓ نے کافی اونٹ پال رکھے تھے، اس لئے آپؓ کو ابوبکر کہا جاتا ہے۔

القاب:

آپؓ کا ایک لقب "عتیق" ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ترجمہ: "جو آگ سے عتیق (دور) شخص کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔"

آپؓ کا ایک لقب صدیق ہے، کیونکہ حضرت ابوبکر ہی وہ ذات اقدس ہے جنھوں نے سب سے پہلے دعویٰ نبوت کی تصدیق کی اور اسی وقت ملقب با صدیق ہوئے۔

آپؓ کو یار غار بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ ہجرت کی رات جس نے حضور علیہ السلام کے ساتھ غار ثور میں گزاری وہ مونس و غمخوار حضرت ابوبکرؓ ہی کی ذات تھی۔

حلیہ مبارک:

آپؓ کا رنگ سفید، بدن کمزور، رخسار ہلکے تھے، آپؓ کی آنکھیں گہری اور پیشانی بلند تھی جو آپؓ کی شخصیت کو بہت ہی پر جلال اور فطین و مدبر ظاہر کرتی تھی۔

ولادت:

آپؓ کی ولادت با سعادت عام الفیل کے دو سال چار ماہ بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

وفات:

۲۲/ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز منگل کی رات، مغرب اور عشاء کے درمیان آپؓ مدینہ منورہ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، اس وقت آپؓ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔

فضائل:

حضرت ابن مسعودؓ حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ:

"اگر میں کسی کو دنیا میں خلیل بناتا تو وہ ابوبکرؓ ہوتا، چونکہ میں اللہ تعالیٰ کو خلیل بنا چکا ہوں، اس لئے ابوبکر اب میرے دینی بھائی اور ساتھی ہیں۔" (مسلم)

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"مجھ پر جس کسی کا جو احسان تھا وہ میں نے چکا دیا، سوائے ابوبکرؓ کے ابوبکرؓ کے احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو قیامت کے دن عطا فرمائیں گے۔" (رواہ الترمذی عن ابی ہریرہؓ)

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"حضور علیہ السلام نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، اس وقت میرے پاس کافی مال تھا، میں نے دل میں خیال کیا کہ آج میں حضرت ابوبکرؓ سے سبقت حاصل کر جاؤں گا، میں نے اپنا آدھا مال لاکر دربار نبوی میں پیش کر دیا،

سوال ہوا! عمر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟

میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ! اتنا ہی مال گھر میں موجود ہے

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے گھر کا تمام مال لاکر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھیر کر دیا۔

سوال ہوا ابوبکرؓ! گھر والوں کے لئے کیا

چھوڑ کر آئے ہو؟

صدیق اکبرؓ نے جواب میں کہا! اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا چھوڑ کر آیا ہوں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے دل میں خیال کیا کہ میں کبھی بھی ابوبکرؓ پر سبقت نہیں حاصل کر سکتا۔"(ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا! تم میں سے آج روزہ دار کون ہے؟

حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے جواب ملا میں!

پھر سوال ہوا! تم میں سے آج جنازہ کی اتباع کس نے کی؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب میں فرمایا! میں نے۔

حضور علیہ السلام نے تیسرا سوال کیا! آج تم میں سے مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟

تو پھر ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے جواب موصول ہوا کہ میں نے۔

حضور علیہ السلام نے حاضرین سے پھر پوچھا تم میں سے آج مریض کی عیادت کس نے کی؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ آج میں نے مریض کی عیادت بھی کی ہے۔

اس وقت حضور علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص میں بھی یہ سب چیزیں بیک وقت پائی جائیں وہ جنتی ہے۔"(مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"جو شخص نمازی ہوگا اس کو جنت کے باب الصلوۃ سے پکارا جائے گا، جو اہل جہاد سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے پکارا جائے گا، جو شخص سخی ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا، اور جو شخص روزہ دار ہوگا اس کو باب الریان سے پکارا جائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دریافت کیا:

یارسول اللہ! کوئی شخص ایسا بھی ہے جو ان تمام دروازوں سے بیک وقت پکارا جائے؟ تو حضور علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:

ترجمہ: "ہاں اے ابوبکرؓ! اور میں امید کرتا ہوں کہ تو انہی میں سے ہوگا۔"(بخاری)

حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، جب حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے انہوں نے اپنی چادر کا کنارہ پکڑا ہوا تھا، یہاں تک کہ ان کے گھٹنے مبارک نظر آرہے تھے، حضور علیہ السلام نے ان کی ہیئت دیکھتے ہی فرمایا کہ تمہارے ساتھی سے کسی نے جھگڑا کیا ہے؟

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سلام کیا اور فرمایا کہ میرے اور عمرؓ کے درمیان تھوڑا سا تنازعہ ہوا، میں ان سے کچھ تلخ ہو گیا پھر میں پشیمان ہوا اور میں نے اس سے معذرت کی، لیکن اس نے میری معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا، لہذا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا ہوں،

حضور علیہ السلام نے یہ سن کر تین مرتبہ فرمایا:

"یغفر اللہ لک یا ابابکر"

پھر حضرت عمرؓ اپنے معذرت قبول نہ کرنے پر پشیمان ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے، گھر والوں نے کہا کہ وہ گھر نہیں ہیں تو پھر حضرت عمر حضور علیہ السلام کی مجلس میں تشریف لائے ان کو دیکھتے ہی حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خوف محسوس ہوا کہ کہیں حضور علیہ السلام حضرت عمرؓ سے زیادہ ہی ناراض نہ ہو جائیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور علیہ السلام کے گھٹنوں کے ساتھ اپنے گھٹنوں کو ٹیک کر دو مرتبہ کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم مجھ سے ہی کچھ زیادتی ہوئی ہے۔ حضور علیہ السلام نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"بے شک جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا، تم سب نے کہا "کذبت" ابوبکر ہی وہ واحد شخص ہے جس نے کہا "صدق" اور یہی وہ ساتھی ہے جس نے اپنے جان و مال سے میری غمخواری کی۔ پھر دو مرتبہ فرمایا:

"فهل انتم تارکو الی صاحبی"

"فهل انتم تارکو الی صاحبی"

کیا تم میری وجہ سے بھی میرے ساتھی کو تکلیف دینے سے رک نہیں سکتے؟

پھر اس کے بعد حضور علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ میں حضرت ابوبکرؓ کو صحابہ کرامؓ نے کسی قسم کی کوئی ایذاء نہیں پہنچائی۔"(بخاری)

"حضرت عمرؓ! کاش میری تمام زندگی کے اعمال حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس ایک رات کے مثل ہو جائیں جو انہوں نے ہجرت کی شب غار ثور میں حضور علیہ السلام کے ساتھ گزاری۔ (رزین)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں:

"ثانی اثنین" حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں اور حضور علیہ السلام غار ثور میں تھے، مشرکین مکہ تعاقب کرتے ہوئے غار کے دہانے تک آپہنچے۔ میں نے حضور علیہ السلام سے کہا! یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کے نیچے کی طرف نظر کرے تو وہ ہم کو دیکھ سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا:

اے ابوبکرؓ! تیرا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔(بخاری)

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

قسط نمبر۲

عبدالرزاق جانگڑا

شان خاتم النبیین ﷺ

دیر تک روتے رہے:

حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت میں رات کو گشت کے لئے نکلے تو ایک جگہ ایک عورت کو یہ اشعار پڑھتے سنا:

"محمد ﷺ پر ابرار کے درود، ان پر طیبون اور اخیار درود پڑھ رہے ہیں، وہ توراتوں کو جاگنے والے، سحر کو رونے والے تھے، موت تو کئی طرح آتی ہے، کاش مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد مجھے حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔"

یہ سنا تھا کہ حضرت عمرؓ وہیں بیٹھ گئے، دیر تک روتے رہے اور چند دن بیمار رہے۔

کس قدر محبت تھی:

غزوۂ بدر کے موقع پر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا تو حضرت سعدؓ ابن عبادہ یوں اپنے جذبات ظاہر فرماتے ہیں......

"یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ ہماری طرف ہے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو کہ ہم اس سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دیں تو ہم ڈال دیں گے اور اگر حکم ہو کہ ہم اپنی سواریوں سے برک الغماد پر دھاوا کریں تو ہم کر دیں گے۔" (مسلم شریف)

اس طرح غزوۂ احد میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی تعداد کو ذرا گردن بڑھا کر دیکھنا چاہتا تو حضرت طلحہؓ نے جوش محبت میں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا......

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گردن بڑھا کر نہ دیکھئے، کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تیر نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کے سامنے ہے۔" (بخاری شریف)

وہ محبت تھی کہ بیان ممکن نہیں:

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مجھے کوئی بھی محبوب نہ تھا مگر میرے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال اس قدر تھا کہ میں آنکھ بھر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہاری محبت کیسی ہوتی تھی؟ فرمایا: "اللہ کی قسم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مال واولاد، فرزند و مادر سے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ پیارے تھے جیسے ٹھنڈا پانی پیاسے کو ہوتا ہے۔"

حضرت زید بن وثنہ کو کافروں نے پکڑ لیا اور قریش نے قتل کے لئے ان سے خرید لیا تھا۔ جب ان کو سولی دینے کے لئے چلے تو ابوسفیان نے ان سے کہا:

"زید تمہیں خدا ہی کی قسم، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ محمد کو پھانسی دی جاتی اور تم اپنے گھر میں آرام سے ہوتے؟"

اس پر انہوں نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری رہائی کے بدلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک میں اپنے گھر کے اندر بھی کانٹا لگے۔"

یہ سن کر ابوسفیان حیران رہ گیا، کہنے لگا میں نے کسی کو بھی نہ دیکھا جو دوسرے شخص سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

ایک صحابیہؓ کا جوش عقیدت و محبت:

جنگ احد کا ذکر ہے، ایک خاتون کا بیٹا، بھائی، شوہر سب شہید ہو گئے۔ اس نے جب یہ سنا کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہو گئے ہیں تو بیتاب ہو کر میدان جنگ میں آ پہنچی اور دریافت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا: "الحمد للہ! وہ خیریت سے ہیں جیسا کہ تو چاہتی ہے۔" کہنے لگی "نہیں مجھے دکھا دو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لوں" جب اس کی نگاہ چہرۂ انور پر پڑی تو خوش ہو کر بول اٹھی کل مصیبة بعدك جلل "آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو اب ہر مصیبت کی برداشت آسان ہے۔"

یہ آہ وبکا کیسی:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب عالم نزع میں تھے کہ گھر والے آہ وبکا کرتے ہیں، یہ دیکھ کر فرماتے ہیں: "یہ آہ وبکا کیسی؟ میرے لئے تو یہ تصور حد درجہ خوش کن ہے کہ کل میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے جنت میں ملنے جا رہا ہوں۔"

حضرت ثوبانؓ کی بے چینی :

حضرت ثوبانؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ ایک مرتبہ سخت بے چینی کی حالت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ عرض کیا: "حضور! جب میں اس دنیا میں اپنے گھر پر ہوتا ہوں اور بے چین ہوتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے سکون حاصل کر لیتا ہوں، لیکن اگلے جہاں میں کیا حالت ہوگی؟ اس لئے کہ پہلے میرا جنت میں جانا قطعی معلوم نہیں اور اگر میں اللہ کے فضل سے وہاں پہنچ بھی گیا تو میں تو کسی ادنیٰ درجہ میں ہوں گا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عزت کے بلند ترین مقام میں ہوں گے تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کیسے آنکھیں ٹھنڈی کر سکوں گا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ کی اور رسول کی پس یہی لوگ ہیں ان کے ساتھ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین میں سے اور بہت ہی اچھی ہے ان کی رفاقت۔"

سرور عالم ﷺ کا حلیہ مبارک :

صحابہ کرامؓ کا امت مسلمہ پر یہ بھی بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات اور ایک ایک ادا کی اس طرح حفاظت فرمائی ہے کہ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات معنوی علوم و معارف کے ساتھ ساتھ کمالات ظاہری حسن و جمال کی بھی امت تک تبلیغ فرمائی ہے۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک سے متعلق صحابہ کرامؓ سے جو کچھ منقول ہے اس کا حاصل پیش کیا جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، یہ حسن اور خوبروئی اس طرح سے تھی کہ گورے گورے رنگ کے اندر کچھ سرخی دمکتی تھی جس سے کمال درجہ ملاحت پیدا ہو گئی تھی اور رخسار مبارک نہایت شفاف ہموار اور سبک تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں کی لو تک تھے اور سر کے بیچ میں مانگ نکلی رہتی تھی اور بال ہلکی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے یعنی بل دار تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کشادہ تھی اور ابرو خمدار اور گنجان تھے، دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بڑی اور خوش رنگ تھیں جن کی پتلی نہایت سیاہ اور ان کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے اور پلکیں دراز تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینی مبارک پر ایک چمک اور نور تھا جس کی وجہ سے بینی مبارک بلند معلوم ہوتی تھی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک موزونیت کے ساتھ فراخ تھا اور دندان مبارک باریک آبدار تھے اور سامنے کے دانتوں میں ذرا سا فصل بھی تھا جن سے تکلم اور تبسم کے وقت ایک نور نکلتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک بھرپور اور گنجان بالوں کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک خوبصورت اور پتلی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی، سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور قدم مبارک پر گوشت تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعضا نہایت موزوں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو چہرۂ مبارک میں ایک خاص چمک پیدا ہوتی تھی جیسے چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ صحابہ کرامؓ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا اندازہ کر لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے میں ایک خاص خوشبو تھی جب پسینہ آتا تو معلوم ہوتا کہ چہرۂ انور پر موتی لڑھک رہے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کی حیا کا ذکر :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نگاہ نہیں جماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا کا یہ عالم تھا کہ حضرت سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حیا میں کنواری لڑکی سے جو اپنے پردہ میں ہو کہیں زیادہ بڑھ کر تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بات ناگوار ہوتی تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے پہچان لیتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حجروں کے پیچھے (جہاں کسی کی نظر نہ پڑے) جا کر غسل کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محل ستر کو بھی کسی نے نہیں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ غایت حیا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ پر نہیں ٹھہرتی تھی اور کسی

نامناسب چیز کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ فرماتے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کا یہ واقعہ ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر ہورہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں شریک تھے اور اینٹیں اٹھا اٹھا کر لارہے تھے، یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ نے کہا: "تم تہبند کھول کر کندھے پر رکھ لو کہ اینٹ کی رگڑ نہ لگے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو اسی وقت بے ہوش ہو کر گر گئے، جب ہوش آیا تو زبان مبارک پر تھا: "میرا تہبند" چنانچہ حضرت عباسؓ نے اسی وقت تہبند باندھ دیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر حیا تھی کہ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف بھی ہوتی تھی لیکن خوش خلقی اور مروت کی وجہ سے کسی کو منع نہیں کرسکتے تھے، چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی دعوت ولیمہ میں جب کچھ صحابہ کرامؓ کھانے کے بعد دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے تو اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف تو ہوئی تھی لیکن فطری حیا کی بنا پر اس کا اظہار نہیں کرتے تھے، تاہم چونکہ لوگوں کا اس طرح جم کر بیٹھنا آداب مجلس کے خلاف تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں ان کو ٹوکا کہ حق بات کہنے اور اخلاق و آداب کی تعلیم دینے سے اللہ شرماتا نہیں ہے یعنی شرم کی وجہ سے اس کو چھوڑ نہیں دیتا۔

وقار و متانت:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ کسی کو کچھ نہیں کہتے تھے، ہر ایک سے بڑی نرمی اور محبت سے پیش آتے تھے مگر پھر بھی سب کے دلوں میں آپ کا رعب تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ اکثر خاموش رہتے تھے، بلاضرورت بات نہیں کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام صاف اور واضح ہوتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم قہقہہ مار کر اس طرح نہیں ہنستے تھے کہ دندان مبارک کھل جائیں بلکہ تبسم فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں علم و متانت اور حیاو نیکی کی گفتگو ہوتی تھی، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے باتیں نہیں کرتے تھے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال بھی نہایت معتدل تھی، نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیز چلتے تھے کہ ساتھ والوں پر گراں ہو اور نہ اسقدر آہستہ چلتے تھے کہ اس سے تکان و سستی ظاہر ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کا یہ عالم تھا کہ ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دن ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر کچھ عرض کرنا چاہا مگر رعب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بدن میں لرزہ پڑ گیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"گھبراؤ مت، اطمینان سے بات کہو، میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ میں بھی قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔"

گھریلو زندگی:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو نجی زندگی کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کہیں دورنگی نظر نہیں آتی، گھر میں بھی وہی تقدس ہے اور گھر سے باہر بھی وہی تقدس ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے، اپنے کپڑوں کی دیکھ بھال خود ہی کرلیتے تھے، بکری کا دودھ خود دوہتے تھے اور اپنی ضرورتیں خود ہی پوری کرلیتے تھے، نیز اپنے کپڑوں کو خود ہی پیوند لگالیتے تھے، اپنے جوتے کی مرمت کرلیتے تھے اور یہ کہ اپنے ڈول کو ٹانکے لگالیتے تھے، بوجھ اٹھاتے، جانوروں کو چارہ ڈالتے تھے، کوئی خادم ہوتا تو اس کے ساتھ مل کر کام کرادیتے تھے۔ (مثلاً اسے آٹا پسوادیتے تھے) کبھی اکیلے ہی مشقت کرلیتے تھے، بازار میں جانے میں عار نہ تھی، خود ہی سودا سلف لاتے اور ضرورت کی چیزیں ایک کپڑے میں باندھ کر اٹھالاتے تھے۔"

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے یہ بھی دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں ہوتے تو کیا رنگ رہتا؟ انہوں نے کہا: "سب سے زیادہ نرم خو، متبسم، خندہ جبیں تھے۔"

نرم خوئی کی یہ شان تھی کہ کبھی کسی خادم کو جھڑکا نہیں ہے، حق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بھی اپنے اہل و عیال کے لئے شفیق نہ تھا۔

ازواج مطہراتؓ سے حسن سلوک:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج مطہراتؓ سے بھی سچی محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ تھوڑی دیر کے لئے تمام ازواج مطہراتؓ کے گھروں میں جاتے اور کچھ دیر بیٹھ کر چلے آتے اور جن کے ہاں شب باش ہونے کی باری ہوتی وہیں ٹھہر جاتے۔

حسن سلوک اور حسن معاشرت کا یہ عالم تھا کہ اپنی اصل ازدواجی زندگی ایک بیوہ، صاحب اولاد اور اپنے سے پندرہ سال بڑی عورت کے ساتھ پچاس سال کی عمر تک گزارتے ہیں، اس دوران اعلیٰ سے اعلیٰ پیشکش کے باوجود کسی دوسری عورت کی طرف رخ بھی نہیں فرماتے۔ اس ایک

ختم نبوۃ

ی رفیق حیات کے ساتھ اس طرح پیش آتے ہیں کہ ساری عمر میں کبھی کوئی تلخی نہیں پیدا ہوئی۔ یہی نہیں بلکہ وہ عظیم خاتون سب سے پہلے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان لاتی ہیں اور پھر ہر مرحلہ میں اس طرح ساتھ دیتی ہیں کہ جان و مال سب کچھ قربان کردیتی ہیں۔ ہر امتحان میں کھری اترتی ہیں ہر خطرے کا مقابلہ کرتی ہیں۔

اس کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کا اس سے بھی اندازہ ہوگا کہ پچپن سال کی عمر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نوایسی بیویاں یکجا ہوتی ہیں، جو مختلف عمر کی، مختلف تمدن کی، مختلف مزاج کی ہیں اور گھروں میں فقر و فاقہ بھی ہے لیکن ساری زندگی میں کہیں کوئی تلخی نظر نہیں آتی۔

اس کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کا اس سے بھی اندازہ ہوگا کہ پچپن سال کی عمر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نوایسی بیویاں یکجا ہوتی ہیں، جو مختلف عمر کی، مختلف تمدن کی، مختلف مزاج کی ہیں اور گھروں میں فقر و فاقہ بھی ہے لیکن ساری زندگی میں کہیں کوئی تلخی نظر نہیں آتی۔

اولاد سے محبت :

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بچوں سے بھی بڑی محبت تھی، حضرت فاطمہؓ جب تشریف لاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر ان کا استقبال کرتے، خود ان کے گھر تشریف لے جاتے، اپنی کہتے، ان کی سنتے۔ ان کے صاحبزادوں، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے بھی بہت ہی پیار تھا، ان کو گود میں لیتے، ان کو کندھوں پر سوار کرتے، حالت نماز میں بھی ان کو کندھوں پر بیٹھنے دیتے۔

اپنی اولاد سے اتنی محبت تھی کہ اپنے لخت جگر حضرت ابراہیم کی وفات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھر آئیں، اس حال میں فرماتے ہیں :

"اے ابراہیم! میں تمہاری جدائی میں غمگین ہوں۔"

اسی طرح اپنی ایک صاحبزادی کی وفات پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، اس وقت اپنے رونے کی کیفیت یوں بیان فرماتے ہیں :

"آنکھیں اشک آلود ہیں، دل غمزدہ ہے، مگر ہم اپنی زبان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہتے جو ہمارے رب کو پسند ہے۔"

پاس رضاعت :

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان و عظمت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رضاعی تعلقات کا بھی حق ادا کردیا ہے۔ ابو لہب کی ایک کنیز ثوبیہؓ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز دودھ پیا تھا، اس کا اتنا لحاظ تھا کہ ثوبیہؓ کے لئے مدینہ سے کپڑے بھجوایا کرتے تھے، اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ کا بڑا احترام کرتے تھے اور اسی نسبت سے ان کے گھر والوں سے بھی بڑی محبت رکھتے تھے۔ ان کی بڑی لڑکی حذافہ غزوۂ حنین کے موقع پر گرفتار ہوکر آئیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی مسرت سے ان کا استقبال کیا اور اعزاز کے لئے چادر بچھائی، پھر ان سے فرمایا :

"اگر چاہو تو میرے پاس رہو اور چاہو تو تمہیں اپنے قبیلہ میں پہنچادیا جائے، اس پر انہوں نے واپس جانے کی خواہش کی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بہت کچھ دے کر رخصت فرمایا۔"

(باقی آئندہ)

بقیہ : صراط مستقیم

ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض۔ اگر ہمیں خبر ہوتی تو ہم وہی کرتے جس سے اللہ راضی ہوتا۔ اسی لئے اللہ نے پیغمبروں کو معجزے دے کر بھیجا تاکہ وہ صراط مستقیم بتائیں اور اس طرح لوگوں کے لئے کوئی بہانہ بنانے کی گنجائش نہ رہے۔

انبیاءؑ امت کی خیر خواہی کے لئے مبعوث ہوتے ہیں :

سورۂ اعراف آیت نمبر ۶۲ :

ترجمہ : "تمہیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھ کو خدا کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر ہو۔"

تشریح : میں تو صرف تمہاری خیر خواہی کا پیغام لایا ہوں اور ایسا ہدایت کا علم لایا ہوں جسے تم نہیں جانتے۔

باقی آئندہ

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop No. 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone : 745545

تحریر: مولانا مفتی محمد جمیل خان

گزشتہ سے پیوستہ

صراطِ مستقیم

قرآن کریم کی روشنی میں

رسالت:

ایک مشہور مسئلہ یہ ہے کہ یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس نیت سے یارسول اللہ کہتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر شخص کی ہر جگہ سنتے ہیں، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر ہیں اور ہر شخص کی ہر جگہ سنتے ہیں یہ صورت جائز نہیں۔

یہ عقیدہ رکھنا غلط ہے اور قرآن کریم، حدیث نبوی اور فقہ حنفی میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، چونکہ عوام حدود کی رعایت کم ہی رکھا کرتے ہیں، اس لئے سلف صالحین اس معاملہ میں بڑی احتیاط فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے:

"جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے، ہم التحیات میں "السلام علیک ایھا النبی" پڑھا کرتے تھے، مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم اس کے بجائے "السلام علی النبی" کہنے لگے۔" (ص ۲۶ ج ۲)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقصد اس سے یہ بتانا تھا کہ "التحیات" میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے صیغہ سے سلام کیا جاتا ہے وہ اس عقیدہ پر مبنی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و موجود ہیں اور ہر شخص کے سلام کو خود سماعت فرماتے ہیں...... نہیں! بلکہ یہ خطاب کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے سلام کی حکایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں فرمایا تھا۔ اب ہمارے یہاں جو لوگ "یارسول اللہ" کہتے ہیں وہ کس نیت، کس کیفیت اور کس مقصد سے کہتے ہیں؟ اس کا فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ البتہ یہ دو مسئلے اور عرض کر دینا ضروری ہے:

ایک یہ کہ شیعہ صاحبان نے "نعرہ حیدری، یا علی" ایجاد کیا تھا۔ بعض لوگوں نے ان کی تقلید میں "نعرہ رسالت، یارسول اللہ" اور نعرۂ غوثیہ یا غوث الاعظم ایجاد کر لیا ہے۔ مگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہ کی زندگی میں کہیں نظر نہیں آیا کہ "اللہ اکبر" کے سوا مسلمانوں نے کسی اور نام کا نعرہ لگایا ہو، نہ قرآن کریم، حدیث نبوی اور فقہ حنفی یا کسی اور فقہ میں اس کا ذکر ہے۔ اس لئے اسے شیعوں کی تقلید سمجھا جائے گا۔ جس سے اہلسنت والجماعت بالکل بری ہیں۔

مسلمان ہر حال میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کرتا ہے:

سورۂ انفال آیت نمبر ۲۰:

ترجمہ: "اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور اس سے روگردانی نہ کرو اور تم سنتے ہو۔"

تشریح: یعنی زبان سے کہتے ہیں ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سنتا ہی کیا جو آدمی سیدھی سی بات کو سن کر سمجھے نہیں یا سمجھنے کے باوجود قبول نہ کرے۔ کافر کہتے تھے کہ جو قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سناتے ہیں وہ ہم نے سن لیا، اگر ہم چاہیں تو اس جیسا کلام بنا کر لے آئیں، مدینے کے منافقین کا تو شیوہ یہ تھا کہ پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کے سامنے زبانی اقرار کر لیتے مگر دل سے اسی طرح منکر رہتے۔ بہر حال مسلمانوں کی تو شان ان منافقین کی طرح نہ ہونی چاہئے، مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ دل سے، زبان سے، عمل سے، اللہ اور اس کے رسول کے احکام مکمل مانے اور اس میں اپنے تن من اور دھن کی بازی لگا دے۔

بعثت انبیاء کی حکمت:

سورۂ انعام آیت نمبر ۱۳۲:

ترجمہ: "(اے محمدؐ) یہ (جو پیغمبر آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہیں تو) اس لئے کہ تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو (کچھ بھی) خبر نہ ہو۔"

تشریح: یعنی خدا کی یہ عادت اور طریقہ نہیں ہے کہ لوگوں کو بغیر خبردار کئے ہوئے ان کے کفر اور گناہوں کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں سزا دے، بلکہ اس کے برعکس رسول بھیج کر ان لوگوں کو پہلے اچھائی اور برائی سے خبردار کیا جاتا ہے اور پھر ہر ایک کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

وحی خالص اللہ کا حکم ہوتا ہے:

سورۂ نساء آیت نمبر ۱۶۳:

ترجمہ: "(اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح علیہ السلام اور ان سے پچھلے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی، اور ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام اور

ختم نبوۃ

اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی۔"

تشریح: اس سے معلوم ہوا وحی خاص اللہ کا حکم اور پیغام ہے، جو پیغمبروں پر بھیجا جاتا ہے اور جس طرح پچھلے نبیوں پر وحی الٰہی نازل ہوئی ویسے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی بھیجی تو جس نے پچھلی وحیوں کو مانا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی ہوئی وحیوں کو بھی ضرور ماننا چاہئے، اور جس نے اس کا انکار کیا اس نے گویا ان سب کا انکار کیا۔ یہ آیت اس لئے آئی کہ اہل کتاب اور مشرکین قرآن مجید کی سچائی پر شبہ کرتے تھے تو ان آیات کے ذریعے وحی کی حقیقت بتائی گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان سے پچھلوں سے شاید مثال اس لئے دی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے جو وحی شروع ہوئی تو یہ ابتدائی حالت تھی اور حضرت نوح علیہ السلام پر اس کی تکمیل ہوئی۔ گویا ابتداً میں جو وحی آئی وہ صرف تعلیمی تھی اور اسی لئے کوئی عذاب نہ آیا۔ حضرت نوح علیہ السلام تک وحی کے ذریعہ تعلیم مکمل ہوئی کہ امتحان لیا جائے تاکہ فرمانبرداروں کو انعام اور نافرمانوں کو سزا دی جائے، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام ہی کے دور میں طوفان آیا اور اس کے بعد مختلف نبیوں کے زمانے میں عذاب آتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان سے پچھلوں کی وحی سے اس لئے مقابلہ کیا گیا تاکہ اہل کتاب اور مشرکین کو پوری طرح خبردار کردیا جائے کہ اگر آپ کی وحی یعنی جو قرآن کو نہ مانے گا وہ عذاب عظیم کا حقدار ہوگا۔

اللہ کا انبیاً سے اقرار لینا:

سورۂ آل عمران آیت نمبر ۸۱:

ترجمہ: "اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی، اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا۔ (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد وپیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔"

تشریح: اہل کتاب اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے اس کے خلاف جو کوششیں کرتے تھے اس کے بیان کے بعد بتایا کہ ان کو چاہئے تو یہ تھا کہ مخالفت چھوڑ کر اسلام کو قبول کرلیتے۔ اس چیز کا وعدہ اللہ نے تمام نبیوں سے لیا تھا کہ جب کوئی نبی کسی نبی کے پیچھے آئے تو اگلے نبی اپنے پیچھے آنے والے نبی کو سچا جان کر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں اور اگر کوئی نبی ان کی زندگی میں نہ آئیں تو اپنی امت کو مکمل طور پر ہدایت اور تاکید کرجائیں کہ میرے بعد آنے والے نبی پر ایمان لاکر ان کی مدد کرنا۔ اس طرح وصیت کرجانا بھی مدد کی تعریف میں شامل ہے، تو اسی طرح خاتم الانبیاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا بھی اس وصیت اور اقرار میں شامل ہونے کا ثبوت ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے ایمان لانے میں کوئی شک نہ ہوگا۔

وحی انبیاً پر مختلف طریقے سے آتی ہے:

سورۂ نساء آیت نمبر ۱۶۴:

ترجمہ: "اور بہت سے پیغمبر ہیں کہ جن کے حالات ہم تم سے پیشتر بیان کرچکے ہیں اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات تم سے بیان نہیں کئے، اور موسیٰ علیہ السلام سے تو خدا نے باتیں بھی کیں۔"

تشریح: حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو انبیاً آئے ان کا اس سے پہلے ذکر کیا گیا، جس سے معلوم ہوگیا کہ آپ کے اوپر جو وحی نازل ہوئی اس کا حق ہونا اور اس کا ماننا ایسا ہی ضروری ہے جیسا تمام بڑے درجہ کے انبیاً کی وحی کو، اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ انبیاً پر جو وحی آتی ہے وہ کبھی تو فرشتے کے ذریعہ آتی ہے اور کبھی کتاب لکھی ہوئی مل جاتی ہے اور کبھی بغیر پیغام کے اور بغیر کسی واسطے کے اللہ اپنے رسول سے باتیں کرتا ہے۔ ان سب صورتوں میں (وحی قطعیت کا حکم رکھتی ہے اس لئے اس کی اطاعت لازمی ہے یعنی فرض ہے) چونکہ یہ سب اللہ ہی کے حکم ہیں، اس لئے ان کی اطاعت ضروری ہے اور فرض ہے،' صرف حکم بھیجنے کے طریقے مختلف ہیں، چاہے وہ فرشتے کے ذریعے ہو، لکھی ہوئی کتاب کی شکل میں ہو یا اللہ کا کسی پیغمبر سے بات کرنا ہو، اس لئے یہودیوں کا یہ کہنا کہ تورات کی طرح ایک ہی وقت میں لکھی ہوئی کتاب لاؤ تب ہی ہم مانیں گے تو یہ کھلم کھلا بے ایمانی اور حد درجہ کی بیوقوفی ہے۔

اللہ پاک نے دنیا میں انبیاً کو کیوں بھیجا:

سورۂ نساء آیت نمبر ۱۶۵:

ترجمہ: "(سب) پیغمبروں کو (خدا نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بناکر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو خدا پر الزام کا موقع نہ رہے، اور خدا غالب حکمت والا ہے۔"

تشریح: یعنی اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو اس لئے بھیجتا رہا کہ مومنوں کو عذاب سے نجات دلائیں اور جنت میں داخلے کی خوشخبری سنائیں اور کافروں کو عذاب اور جہنم سے ڈرائیں۔ یہ پیغمبر اس لئے اللہ بھیجتا رہا تاکہ قیامت کے دن لوگ یہ بات نہ کہہ سکیں کہ ہمیں کیا معلوم تھا کہ اللہ کن چیزوں سے خوش

باقی صفحہ 21 پر

ختم نبوة

اخبارِ ختمِ نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس

علماء کرام اور قائدین کے خطاب، قرار دادیں

مدرسہ تعلیم القرآن (ختم نبوت) سے ۴۱ حفاظ کرام کو سندات دی گئیں

بہاولپور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ اسلامی مشن میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم (کندیاں شریف) نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے کہا کہ :

"اس وقت اہل پاکستان سنگین حالات سے دوچار ہیں۔ اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، علماء کرام کے دشمن چن چن امت پر لائے جارہے ہیں اور دینی اقدار کو پامال کیا جارہا ہے، حکمران انسانی تاریخ کو یاد رکھیں کہ ظالموں کو ڈھیل دی گئی ہے،ایک سو سال سے ہم قادیانیوں کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ تقسیم سے پہلے اور بعد میں حکمرانوں نے قادیانیوں کو مکمل تحفظ فراہم کیا۔ ۱۹۵۳ء میں ظفر اللہ قادیانی نے کہا کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہوچکا ہے، اب تروتازہ دودھ قادیان اور ربوہ کی چھاتیوں سے ملے گا۔ فوج کی نگرانی میں ظفر اللہ قادیانی تقریر کررہا تھا، مسلمانوں نے فوج اور پولیس کے محاصر کو توڑ کر جلسہ گاہ پر قبضہ کرکے علماء اسلام نے تقاریر کریں۔ ہم اس جذبہ کو برقرار رکھیں گے اور آپ اپنے آپ کو تیار رکھیں، ہم ختم نبوت کی حفاظت کرتے رہیں گے، ہم حکمرانوں کو بتادینا چاہتے ہیں کہ اس خطہ میں ہم حکمرانوں اور لادین لابیوں کی مذموم سرگرمیوں کا مقابلہ کریں گے۔"

مجلس علماء اہلسنت کے مولانا یار محمد عابد صاحب نے کہا:

"ختم نبوت امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے جس کے اقرار کے بغیر آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اگر پاکستان پر لادینیت کو غالب کردیا جائے، اسلام، قرآن، عقیدۂ ختم نبوت، مدارس دینیہ ختم کردیئے جائیں تو یہ دشمنان اسلام کی غلط فہمی ہے۔ مسلمانان پاکستان باطل قوتیں کو پارہ پارہ کردیں گے۔ اسلام اور قرآن باقی رہیں گے، ان کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ خلیفۃ الرسول بلافصل سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات کا مہینہ ہے صدیق اکبرؓ، تحریک ختم نبوت کے پہلے قائد ہیں جنہوں نے جھوٹے مدعیان نبوت کو جہنم رسید کیا۔ ہم عہد کرتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ کی یاد تازہ کردیں گے۔ میں مجلس علماء اہلسنت کی طرف سے حضرت الامیر دامت برکاتہم کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے حکم پر اپنی جانیں نچھاور کرنا سعادت سمجھیں گے۔

مولانا اللہ وسایا نے کہا:

محسن شاہ سرائے سدھو میں سپاہ صحابہؓ کے معروف کارکن محمد بلال کو بے دردی کے ساتھ شہید کردیا گیا، قادیانیوں نے جلسہ کا انتظام کیا، انہوں نے قادیانیوں کے ساتھ گفتگو کی۔ قادیانی نے کہا نبوت اللہ کی رحمت ہے، حضور پر ختم ہوگئی گویا کہ اللہ کی رحمت بند کردی گئی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ نبوت اللہ کی رحمت ہے، تمام انبیاء رحمت تھے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ جس طرح تمام روشنیوں کی انتہا سورج پر ہوتی ہے۔ ایسے ہی تمام نبوتوں کی انتہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتی ہے۔ اس ملعون قادیانی نے حضور کی ذات گرامی پر حملے کئے، کبیر والا میں ایک بچے کی قادیانیوں نے پٹائی کردی، ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی زیر زمین کوئی پروگرام تیار کرچکے ہیں، ہم ان کے پروگرام کو نہیں چلنے دیں گے۔

اس سازش کے پیچھے این جی اوز اور قادیانیوں کی سازش کارفرما ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر ہم کہنے پر مجبور ہیں کہ سب کچھ حکومت ہمارے ساتھ کررہی ہے۔

ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے کہا:

"ہم ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے، اور مرتے دم تک قادیانیت کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تیرہ برس تک تبلیغ کی، اور مدینہ میں دس سال تک جہاد کیا۔ تیرہ سالہ تبلیغی...... ۱۵۰ مسلمان ہوئے اور دس سالہ جہاد کی زندگی میں ڈیڑھ لاکھ لوگوں نے کلمہ پڑھا لہٰذا تبلیغ کا انجام جہاد ہونا چاہئے۔ میں جمعیت کی طرف سے یقین دہانی کراتا ہوں کہ جمعیت کا ایک ایک کارکن حضرت الامیر دامت برکاتہم کے حکم پر جان عزیز کا نذرانہ پیش کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔

انہوں نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں این جی اوز اور حکومت میں چھپی کالی بھیڑوں پر سخت تنقید کی، جلسہ ایک بجے رات تک جاری رہا۔ جلسہ سے مولانا گلزار احمد حاصلپور، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا فضل الرحمن خانقاہ شریف، مولانا محمد اسحٰق ساقی، مولانا محمد قاسم رحمانی، حافظ احمد بخش اور مولانا بشیر احمد نے خطاب کیا۔ جبکہ نعتیہ کلام بزم حسان کے چیئرمین قاری محمد حنیف شاہد رامپوری، فرید احمد سلیمانی، قاری محمد حنیف نے پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چلنے والے مدرسہ تعلیم القرآن سے فارغ ہونے والے ۴۱ حفاظ کرام کو سندات دی گئیں۔ کانفرنس کا اختتام حضرت الامیر

ختم نبوة

مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی دعا خیر پر ہوا۔"

کانفرنس میں منظور ہونے والی قراردادیں:

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کا اجلاس بہاولپور انتظامیہ کے سربراہ ڈپٹی کمشنر کے دینی جماعتوں کے ساتھ معاندانہ و جارحانہ رویہ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجلس کے زیر اہتمام قیام پاکستان سے لے کر گزشتہ سالوں تک جامع مسجد الصادق میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی چلی آرہی ہے، انتظامیہ نے کانفرنس پر پابندی لگاکر مسلمانان بہاولپور کی دل آزاری کی ہے، یہ اجتماع صوبائی گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کا تبادلہ کرکے کانفرنس کی سابقہ روایات کے مطابق جامع مسجد الصادق میں اجازت برقرار رکھی جائے۔

☆...... یہ اجلاس قاضی شہر مولانا قاضی رشید احمد صاحب کی گرفتاری کی مذمت کرتے ہوئے انتظامیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا قاضی رشید احمد صاحب سے معافی مانگی جائے۔

☆...... سرائے سدھو میں قادیانیوں کے خلاف کیس کے مدعی کے قتل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی ملزموں کو فی الفور گرفتار کرکے قرارواقعی سزا دی جائے۔

☆...... جھوٹے مدعی نبوت یوسف کذاب کی سزائے موت کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ اس فیصلہ سے دنیا بھر میں قادیانیوں کی طرف سے پھیلائی جانے والی سازشیں دم توڑ جائیں گی کہ گستاخ رسول کی سزا کا قانون اقلیتوں کے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار ہے۔

☆...... یہ اجلاس این جی اوز کی آڑ میں قادیانیوں اور عیسائیوں کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اگر این جی اوز کی سرگرمیوں پر پابندی عائد نہ کی گئی تو ملک میں امن وامان برقرار رکھنا حکومت کے بس میں نہ ہوگا۔

☆...... یہ اجلاس برادر اسلامی ملک افغانستان کے خلاف طاغوتی طاقتوں کے معاندانہ رویہ کی مذمت کرتے ہوئے امیر المومنین ملا محمد عمر دامت برکاتہم کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتا ہے۔

☆...... شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی المناک شہادت کو چار ماہ کا عرصہ گزر رہا ہے کہ حکمرانوں کے تمام تر وعدوں کے باوجود مولانا شہیدؒ کے اصل قاتل گرفتار نہیں کئے جاسکے۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قاتلوں کو گرفتار کرکے عبرتناک سزا دی جائے۔

قادیانی میرپور خاص میں اپنی ناپاک اور اسلام دشمن سرگرمیوں سے باز رہیں

ٹنڈو آدم سندھ (نمائندہ خصوصی) ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا ابو طلحہ راشد مدنی نے جامع مسجد اقصیٰ منصور کالونی سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک احتجاجی اجتماع نے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا کفر عالم اسلام پر واضح ہوچکا ہے اور اب مسلمان قادیانیوں کے فریب میں نہیں آئیں گے۔ اجتماع سے مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کے امیر مولانا فیض اللہ صاحب، مولانا بشیر احمد کرنالوی، مولانا محمد عبداللہ، جیش محمدؐ میرپور کے منتظم مفتی محمد عبداللہ انور نے بھی خطاب کیا۔

احتجاجی جلسہ کا انتظام مولانا مفتی منیر احمد طارق، حافظ محمد یامین، حافظ احتشام الحق، مولانا عبدالغفار، حفیظ الرحمن آرائیں، محمد ابراہیم، محمد احمد، شفیق الرحمن اور دیگر دوستوں نے کیا تھا۔

انتخاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص:

امیر: مولانا فیض اللہ صاحب
ناظم: مولانا بشیر احمد کرنالوی
ناظم تبلیغ: حافظ منظور احمد
ناظم نشرواشاعت: مفتی منیر احمد طارق
خازن: حافظ محمد یامین
مرکزی نمائندہ: مفتی عبیداللہ انور

قادیانیت کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا جائیگا

(مولانا محمد علی صدیقی)

ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد علی صدیقی نے گولارچی، بدین، ٹنڈو غلام علی، ڈگری، میرپور خاص مرکزی گوٹھ غلام محمد، ٹنڈو جان محمد، جھڈو، نوکوٹ، فضل بھمبرو، تالی، مٹھی اور ٹنڈو باگو کے دورہ میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہی، مولانا نے کہا کہ قادیانیت کا کفر اب روز روشن کی طرح واضح ہوچکا ہے اور اندرون سندھ خصوصاً ضلع بدین، ضلع میرپور خاص، تھر کے علاقہ میں قادیانیت بری طرح ناکام ہوچکی ہے، اور پوری امت مسلمہ ان کو منہ توڑ جواب دے رہی ہے اب وہ وقت دور نہیں جب قادیانیت کا خاتمہ ہوجائے گا اور دیکھنے کے لئے بھی قادیانی دھرتی پر نہیں ملے گا۔

انتخاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی:

امیر: حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی
ناظم: حکیم محمد سعید انجم
ناظم تبلیغ: حاجی محمد ابراہیم میمن
ناظم نشرواشاعت: نجم الدین کریکو
خازن: محمد زاہد انجم آرائیں
مرکزی نمائندہ: مولانا محمد علی صدیقی، محمد زاہد انجم آرائیں

مولانا محمد علی صدیقی نے گزشتہ دنوں بدین اور ضلع میرپور خاص، سجاول کے جید علماء کرام سے ملاقات کی۔ سجاول سے جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالغفور قاسمی، مولانا غلام محمد سومرو، مولانا مفتی نذیر احمد، مولانا محمد صالح، بدین مولانا عبدالستار چاوڑا، مولانا فتح محمد مہدی، مولانا عبدالجبیر ہزاروی، مولانا محمد عبداللہ سندھی کھوسکی، مولانا محمد عیسیٰ سموں، مولانا عبدالواحد ٹنڈو باگو، حافظ محمد شریف، حافظ عبدالعزیز راجپوت، حافظ عبدالعزیز کبوہ جھڈو، مولانا فیض اللہ صاحب، مولانا بشیر احمد کرنالوی، مولانا مفتی عبیداللہ انور اور مولانا محمد عبداللہ میرپور خاص ان علماء کرام نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہمہ قسم کے تعاون کا یقین دلایا اور کہا کہ جب بھی ضرورت محسوس ہوئی ہم مجلس کے پلیٹ فارم پر قادیانیت کے مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

تبصرۂ کتب

نام کتاب: پارلیمنٹ میں قادیانی شکست
ترتیب و تدوین: مولانا اللہ وسایا
صفحات: ۳۲۰
قیمت: ۲۰۰ روپے
ملنے کا پتہ: علم و عرفان پبلشرز اردو بازار لاہور، فون: ۷۳۵۲۳۳۲

۲۹ / مئی ۱۹۷۴ء کو دیار جہل ربوہ (حال چناب نگر) میں جو سانحہ پیش آیا، اس پر پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ ملک کے طول و عرض میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا عمومی مطالبہ گونجنے لگا، یاد رہے کہ لاکھوں جگر خراش حوادث کے باوجود امت مسلمہ نے ہر دور میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمیشہ اپنے خون جگر کا نذرانہ پیش کیا ہے، چاہے سر پر موت ہی کیوں نہ کھڑی ہو۔ اس راستہ میں آنے والی ہر مشکل کو انہوں نے ہمیشہ سعادت سمجھ کر بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ حکومت وقت نے اس تحریک کو ہر ممکن طریقے اور حربے سے دبانے کی بھرپور کوشش کی، مگر اس کی ہر ترکیب و تدبیر ناکام و نامراد ٹھہری۔ بالآخر ارباب حکومت کو اس امر کا ادراک ہو گیا کہ اس دینی و عوامی تحریک کے پرجوش سیلاب کے سامنے ان کا وجود خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گا۔ حفظ ماتقدم کے طور پر انہوں نے پوری اسمبلی کو ایک کمیٹی کا درجہ دے کر قادیانیت کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر اور لاہوری جماعت کے سربراہ صدرالدین کو قومی اسمبلی میں طلب کر کے ان پر قادیانی کفریہ عقائد کے حوالے سے تفصیلی جرح کی گئی۔ انہیں صفائی کے تمام مواقع فراہم کیے گئے۔ ۱۳ روز کی جرح کے بعد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا۔ اس کارروائی کے نتیجے میں ۷ / ستمبر ۱۹۷۴ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے متفقہ طور پر قادیانی جماعت کے دونوں گروہوں (ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور یوں مسلمانوں کا ۹۰ سالہ مسئلہ آئینی طور پر حل ہوا۔

پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کی یہ روداد اتنی دلچسپ، دلنشیں، عوامی، سادہ اور آسان ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے ہر قاری پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے گویا کہ وہ قومی اسمبلی میں بیٹھا براہ راست خود یہ کارروائی دیکھ رہا ہے۔ مولانا اللہ وسایا مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ قومی و تاریخی دستاویز بڑی جانگسل محنت اور عرق ریزی سے مرتب کر کے ایک ملی و دینی فریضے کی تکمیل کی ہے۔ یوں رب العزت نے ہر مسلمان کے دل میں ان کے لئے محبت و عقیدت کے لازوال جذبات پیدا کر دیے ہیں۔

قادیانیوں کو مسلمانوں کے ساتھ مناظروں اور کج بحثی کا بہت شوق ہے، ہر قادیانی چونکہ مذموم عزائم کے پیش نظر مخصوص موضوعات پر اپنے تئیں بھرپور تیاری کے ساتھ "مسلح" ہوتا ہے۔ اس کے برعکس عام مسلمان ان موضوعات سے تقریباً نابلد ہوتا ہے۔ یوں بظاہر قادیانی کو ایک مسلمان پر عارضی برتری حاصل ہو جاتی ہے پھر پروپیگنڈہ کے زور پر قادیانی فاتح اور مسلمان مفتوح کہلاتا ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی مسلمان اس روداد کا بنظر عمیق مطالعہ کر لے تو دنیا کا کوئی قادیانی اس سے مناظرے اور مجادلے کی جرأت نہیں کرے گا۔

قادیانیوں کو اگر قومی اسمبلی کی اس تاریخ ساز کارروائی کے اصل نہ ہونے پر کوئی اعتراض ہو تو انہیں چاہئے کہ وہ آگے بڑھیں اور مذکورہ روداد خود شائع کر لیں تاکہ اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کبھی یہ خطرہ مول نہ لیں گے، کیونکہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں جرح کے دوران قادیانی مذہب کے تمام کفریہ عقائد کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ دفاع بھی کیا۔ اب بھلا وہ کیسے چاہیں گے کہ تمام مسلمان ان کے مخفی عقائد سے آگاہ ہوں؟ یہی وجہ ہے کہ سابق اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے ایک سوال پر کہ:
"قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ روداد شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔" جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوگا، یہ کارروائی ان کے خلاف جاتی ہے۔ ویسے وہ اپنا شوق پورا کر لیں ہمیں کیا اعتراض ہے۔

ان دنوں ساری اسمبلی کی کمیٹی بنادی تھی اور کہا گیا تھا کہ:
"یہ ساری کارروائی سیکرٹ ہوگی تاکہ لوگ اشتعال میں نہ آئیں، میرے خیال میں اگر یہ کارروائی شائع ہو گئی تو لوگ قادیانیوں کو مار مار کر ان کا بھرکس نکال دیں گے۔"

بہت کم ایسی کتابیں ہوتی ہیں جن کا مطالعہ ناگزیر ہوتا ہے، زیر نظر کتاب بھی انہی کتابوں میں سے ایک ہے۔ ہر مسلمان کو اس کے مطالعہ سے استفادہ کرنا چاہئے، ارباب دانش کی رائے ہے کہ نسل نو کی فکری رہنمائی کے لئے یہ کتاب تعلیمی اداروں اور دینی مدرسوں کے نصاب کے لئے بے حد موزوں اور مفید ہے۔ انشاء اللہ مولانا اللہ وسایا صاحب کی اس کاوش کو علمی و مذہبی حلقوں میں بے حد پذیرائی حاصل ہوگی۔

یہ قومی و تاریخی دستاویز جس کا مدتوں سے انتظار تھا، وقت کی اہم ضرورت کو پورا کرتی ہے، تاریخ کے نازک لمحات محفوظ کرنے پر مولانا اللہ وسایا صاحب پوری امت مسلمہ کی طرف سے بے حد مبارکباد کے مستحق ہیں۔

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت شاہ نفیس الحسینی دامت برکاتہم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

بمقام
مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

سالانہ ردِّ قادیانیت کورس

نامور علماء و مناظرین ماہرین فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

تاریخ
۵ شعبان تا ۲۸ شعبان ۱۴۲۱ھ
بمطابق
2 نومبر تا 25 نومبر 2000

○ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لیے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ○ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ○ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا ○ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

(حضرت مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان
چناب نگر 04524/212611 ملتان 061/514122

اسلام زندہ باد

ختم نبوۃ زندہ باد

12-13 اکتوبر سنہ 2000ء

۱۳-۱۴ رجب ۱۴۲۱ھ

بروز جمعرات، جمعۃ المبارک

بمقام

مسلم کالونی چناب نگر

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی

۱۹ ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان

ختم نبوت ﷺ کانفرنس

زیر صدارت

مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ

خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختم نبوۃ
- حیات عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہل بیت
- اتحاد امت

نوٹ

ردِ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

سالانہ ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۵ شعبان تا ۲۸ شعبان منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان
فون نمبرز
ملتان 061/514122
چناب نگر 04524/212611